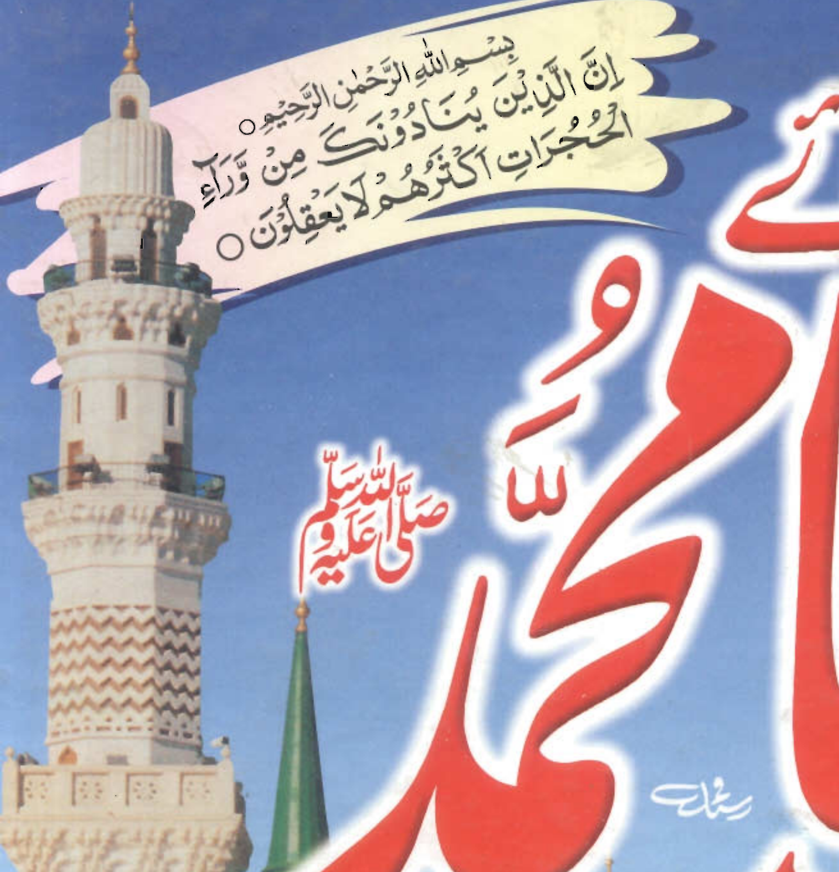
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

ندائے یا محمد ﷺ کی تحقیق



مؤلفہ
مولانا عبدالغفور اثری

اِدارۂ تبلیغِ اسلام اہلحدیث جام پور ضلع راجن پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ (سورۃ الحجرات، الآیۃ ۴)

"بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں"

رسالہ

ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق

مؤلفہ

مولانا عبدالغفور اثری

خطیب

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث فتح گڑھ سیالکوٹ

فہرستِ مضامین

ندائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحقیق

عرضِ حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ مِنۡ ھَمۡزِہٖ وَنَفۡخِہٖ وَنَفۡثِہٖ ○

رَسُوۡلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر فرضِ عین ہے

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی، امام الانبیاء، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کو مسلمانوں پر لازم و ضروری اور فرض بلکہ تمام فرائض کی اصل قرار دیا ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ○ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ○

(پ ۲۶ رکوع ۹، سُورۃُ الفتح: ۸، ۹)

(یعنی اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) بے شک ہم نے آپ کو شاہِد مُبَشِّر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے، تاکہ (اے لوگو!) تم (اس کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر ایمان لاؤ، اور اس (رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا ساتھ دو، اور اس کی تَعظیم و تَوقِیر[1] کرو، اور صبح و شام اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح یعنی عبادت کرتے رہو"

---

[1] بعض مُفَسِّرِین کرامؒ کے نزدیک مذکورہ آیتِ طَیِّبہ میں تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ کی مفعولی ضمیروں کا مرجع رسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات کو، اور تُسَبِّحُوْہُ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دینا (جیسا کہ زیرِنظر ترجمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے) درست نہیں ہے کیونکہ اس میں اِنتشارِ ضمائِر لازم آتا ہے جو ان کے نزدیک بَلاغَت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ، اس لئے ان مُفَسِّرِین کرامؒ نے اس تفسیری ترجمہ کو بَعید اَز سیاق قرار دیا ہے تو ان کے نزدیک اس کا ترجمہ یوں ہوگا "تاکہ تم (اس رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (اللہ تعالیٰ کے دین) کی مدد کرو، اور اس کی تَعظِیم و تَوقِیر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو"

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عربی کا ایک قاعدہ اِنتشارِ ضمائِر کا

فائدہ جلیلہ :

مذکورہ آیاتِ طیّبات میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تین صِفتیں

بھی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی جُملہ میں کئی پہلے گزرے ہوئے وجُودوں کی طرف ایک ضمیر مَنسُوب کی جاتی ہے اس ضمیر کا ترجمہ اور مطلب بیان کرتے وقت کبھی وُہ ایک وجُود کی طرف مَنسُوب ہوتی ہے اور کبھی دوسرے وجُود کی طرف مَنسُوب ہوتی ہے ـــــــ جب قرینہ موجود ہو اور مطلب میں کوئی اِشتباہ بھی واقع نہ ہو تو اِنتشارِ ضمائرِ میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ جمہُور مفسّرین کرامؒ نے مفصّل طور پر بیان کیا ہے اور موجودہ دور کے اکثر مفسّرین کرام نے بھی اسی کو اِختیار فرمایا ہے (کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْعُلَمَآءِ)

۲ بعض مفسّرین کرام نے اس سے صبح اور شام کی نماز فجر اور مغرب مُراد لی ہے ـــــــ اور بعض نے فرمایا ہے کہ اس سے مُراد ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہنا ہے اس میں پانچوں اوقات کی فرض نمازیں اور دیگر نفلی عبادات وغیرہ سب کچھ شامل ہے وغیرہ وغیرہ ـــــــ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بات کا شُہرہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ صرف مشرق اور مغرب کے لوگ اس بات کو جانتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ساری دُنیا میں اس کا چرچا ہو رہا ہے۔

(شہادت دینے والا ، خوشخبری سنانے والا ، اور ڈرانے والا) بیان کرکے لوگوں کو چار باتوں کا حکم دیا گیا ہے ○—— اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانا ، ○—— رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ دینا، ○—— اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کرنا ، ○—— صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح یعنی عبادت کرنا وغیرہ "

مذکورہ چاروں باتوں کی ترتیبِ جمیل بڑی قابلِ غور ہے کہ —— اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانے کا حکم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ دینے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کرنے سے پہلے دیا گیا ہے **اس لئے** کہ بغیر ایمان کے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ دینا اور آپ کی تعظیم و توقیر کچھ مفید نہیں ہے —— اور تعظیمِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وغیرہ کو عبادت پر مقدم اس لئے فرما دیا کہ بغیر تعظیم کے عمر بھر کی عبادت بیکار و مردود ہے **گویا کہ** ہر قِسم کی نفلی و فرضی عبادات کی قبولیت کے لئے ایمان کے ساتھ تعظیمِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لازم اور ضروری ہے "—— اور اس کے علاوہ بھی ظاہرًا سیاقِ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دنیا میں شاہد، مُبَشِّر اور نذیر بنا کر مبعوث کرنے سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر ایک مقصودِ اصلی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لامِ عِلّت کے تحت میں بیان فرما دیا ہے،

(كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُلَمَآءِ)

کامیابی وکامرانی حاصل کرنے والوں کے چار اَوصاف

یہی مضمون دوسرے مقام پر بایں الفاظ مذکور ہے:

...... فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [۳] ○

(پ ۹ رکوع ۹، سُوْرَةُ الْاَعْرَاف : ۱۵۷)

پس جو لوگ اس (رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) پر ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم و توقیر کریں، اور اس کی مدد کریں اور اس نُور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا ہے وہی کامیابی و کامرانی حاصل کرنے والے ہیں"

---

[۳] یہ پوری آیت نہیں ہے بلکہ سُوْرَةُ الْاَعْرَاف کی آیت نمبر ۱۵۷ کا آخری حِصّہ ہے، آیت کے پہلے حِصّہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں اصل خطاب اہلِ کتاب یعنی یہود و نصارٰی سے ہے ان کو اللّٰہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ: یہی وُہ " اَلرَّسُوْلُ النَّبِیُّ الْاُمِّیّ " ہیں جن کے بارے میں تمہاری کتابوں تورات اور انجیل وغیرہ میں پیش گوئیاں موجود ہیں جن کی خوشخبریاں انبیاء سابقین دیتے چلے آرہے تھے ہمارے یہ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمہارے پاس آگئے ہیں یہ تم کو نیکی کا حُکم

توضیح وتشریح :

○ اس مقام پر بھی رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کے بعد تعظیمِ رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر ہے اور بعد میں رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نُصرت و حمایت اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر جو نُورِ ہدایت (یعنی قرآن مجید) نازِل ہوا ہے[۲] اس کی پیروی کا بیان ہے ،

دیتے ہیں ، برائیوں سے تم کو روکتے ہیں اور تم نے شریعت کے نام سے اپنے اوپر بوجھ لاد رکھے ہیں اور بیڑیاں پہن رکھی ہیں ان سے تم کو نجات دلا رہے ہیں ، تمہارے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام بتلا رہے ہیں

اس کے بعد یہ فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اس رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و توقیر کریں اور اس کی نُصرت و حمایت کریں اور اس نُور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا ہے وہی لوگ کامیابی وکامرانی حاصِل کرنے والے ہیں ،

[۲] اُنْزِلَ مَعَہٗ (جو اس رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اُترا ہے) سے مُراد صِرف قرآن مجید ہی نہیں بلکہ ساتھ حدیث شریف بھی شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ، الاٰیۃ (سورۃُ النِّسَآء : ۱۱۳)

○ اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی نُصرت و حمایت اور اِتباعِ قرآن مجید و حدیث شریف اور ہر قِسم کی فرضی اور نفلی عبادات وغیرہ اس وقت تک بے کار و مردود ہیں جب تک کہ پورے طور پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی تَعظیم و تَوقیر اور اَدَب و اِحترام نہ کیا جائے،

○ اور تَعظیم و تَوقیر بھی بغیر ایمان کے بالکل بے کار ہے،

○ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی و کامرانی حاصِل کرنے کے لیے مذکورہ چاروں چیزیں ـــــ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم پر ایمان ـــــ تَعظیم رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم ـــــ نُصرتِ رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَ سَلَّم ـــــ اور اِتباعِ قرآن و حدیث بالترتیب بڑی اہم اور ضروری ہیں اور یہ آپس میں لازِم و ملزُوم بھی ہیں، ان کے بغیر کوئی شخص کامیابی و کامرانی حاصِل نہیں کر سکتا کیوں کہ بَلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب مُسند پر ضمیر وارِد ہو تو وُہ حصر کا افادہ کرتی ہے چنانچہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(یعنی اے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب (قرآن مجید) اور حِکمت (حدیث و سُنّت بھی) نازِل فرمائی ہے، گویا کہ یہ دونوں مُنَزَّل مِنَ اللہ نُور ہیں اور ان دونوں سے کامِل و مکمّل رہنمائی اور ہدایت حاصِل ہوتی ہے،

کا مطلب یہ ہُوا کہ کامیابی و کامرانی خاص انہی لوگوں کو حاصل ہو سکتی ہے جن میں مذکورہ چاروں صفات موجود ہیں،

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ، اٰمِیْنَ ○

○ اور یہ بات بھی بالکل واضح ہوگئی ہے کہ ایک شخص پر ایمان لاتے ہی رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر اور اَدَب و اِحترام کرنا فرض ہو جاتا ہے،

○ **اور اگر اس میں** کسی قسم کا ذرّہ بھر بھی فرق آ جائے تو زندگی بھر کے سارے نیک اعمال کے برباد ہو جانے کا زبردست خطرہ ہی نہیں بلکہ کامِل و مکمّل یقین ہونا لازِمی اور ضروری امر ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(پ۲۶ رکوع ۱۳ ، سورۃُ الحُجرات : ۲)

یعنی اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم) کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں

خبر بھی نہ ہو"

○ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اعمالِ صالحہ کو ضائع کر دینے والی چیزیں تو کفر، شرک، نفاق اور ارتداد ہی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں مفصّل طور پر مذکور ہے:

(سورۃ المائدۃ: ۵، ۵۳' الانعام: ۸۹' ھود: ۱۶' البقرۃ: ۲۱۷' آل عمران: ۲۲' الاعراف: ۱۴۷' التّوبۃ: ۱۷، ۶۹' الکہف: ۱۰۵' الزُّمر: ۶۵' الاحزاب: ۱۹' مُحَمَّد: ۹، ۲۸، ۳۲)

○ اور یہ بات بھی بالکل واشگاف اور ہُوَیدا ہوگئی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بے اَدَبی وگستاخی اہلِ ایمان کے نیک اَعمال کو غارت کرنے کا باعِث ہوتی ہے تو پھر اس طرح بے اَدَب وگستاخِ رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منافِق، کافر اور مُرتد وغیرہ ہونے میں کوئی شک نہ رہا،

○ اور اس کے علاوہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کسی طور پر بھی بے اَدَبی وگستاخی کرکے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اِیذا دینا وغیرہ عذابِ اَلیم کا باعِث ہے،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

○ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(سورۃُ التّوبۃ: ۶۱)

یعنی اور جو لوگ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اِیذا

دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ــــــ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ○ (سورۃ الاحزاب : ۵۷)

یعنی بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دُنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حاصِلِ کلام:

سطورِ بالا میں مذکورہ آیاتِ طیّبات سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہوگئی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کسی طور پر بھی بے ادبی و گستاخی کرکے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایذا دینے والے کا سارا کارنامۂ زندگی برباد ہو جاتا ہے اور وُہ آخرت میں دیوالیہ ہوگا اور دُنیا اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کے لیے ذِلّت کا عذاب تیار کیا گیا ہے،

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ ، اٰمِیْنَ ○ ثُمَّ اٰمِیْنَ ○

باعثِ تالیف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ○

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَ نَفْثِہٖ ○

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط (سورۃ النّور: ۶۳)

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ،

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (سورۃ الحجرات ۴، ۵)

بے شک وُہ جو تمہیں حُجروں کے باہر سے (اور یا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہہ کر) پکارتے ہیں ان میں اکثر (آدابِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ناواقف اور) بےعقل ہیں اور اگر وُہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے "

واضح ہو کہ زیرِ نظر کتابچہ " ندائے یا مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمْ کی تحقیق " لکھنے کا سَبَب اور محرّک یہ ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں اکثر یہ رواج پایا جاتا ہے کہ کئی مسلمان اپنی مسجدوں ، عمارتوں، دفتروں ، بسوں ، ٹرکوں ، ویگنوں اور رکشوں ، کیلنڈروں ، اِشتہارات اور لیٹر ہیڈوں وغیرہ پر بڑی عقیدت سے ایک طرف یَا اَللہُ (جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ) اور دوسری طرف یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) لکھتے ہیں اور اسے شعائرِ اِسلام اور محبّتِ رَسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا نام دیتے ہیں اور بعض اسے سُنّتِ رَسُول صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم بلکہ اہلِ سُنَّت کا طُرّہٴ امتیاز بھی قرار دیتے ہیں اور جو شخص یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) کہنے اور لکھنے کا انکار کرے وُہ اسے بیک جُنبشِ قلم اہلِ سُنَّت سے خارج ، باغیٔ سُنَّت ، اور بے اَدَب و گُستاخِ رسُول (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) بلکہ بے ایمان تک قرار دے دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

حالانکہ صُورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے کہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو ان کا نام لے کر (یَا مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کہہ کر) آواز دینی ، بُلانا اور پکارنا وغیرہ نہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی حیات میں جائز تھا اور نہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی وفات کے بَعد جائز ہے جیسا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے صاف طور پر ظاہر ہو جائے گا ــــــ (اِنْشَآءَ اللہُ الْعَزِیْز)

اور یہ ایک فطری امر بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین یا اُستاد یا اپنے سے کسی بڑے شخص کو اس کا نام لے کر بُلانے کی جُرائت نہیں کرتا کیوں کہ یہ اَدب کے خِلاف ہے اور کسی کے والدین یا اُستاد یا کوئی معزّز شخص اس کو پسند بھی نہیں کرتا کہ کوئی اس کا نام لے کر بُلائے ـــــــ تو کیا رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کِسی کے والدین اور اُستاد وغیرہ سے بھی کم درجے کے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر بُلایا جائے؟

(اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ)

آئینہ دیکھ اپنا سا مُنہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حُسن پہ کِتنا غُرور تھا

ان حالات و واقعات کے پیشِ نَظر صِرف اور صِرف بتقاضائے "أَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ" یعنی دین خیرخواہی کا نام ہے (صحیح مُسلم ج ۱ ص ۵۴، سُنَنِ ابُوداؤد ج ۲ ص ۳۲۰، مُسندِ ابُوعَوانہ ج ۱ ص ۳۷) راقم نے یہ کتابچہ ترتیب دیا ہے جس کا حِصّہ اوّل پانچ ابواب پر مشتمل ہے جس میں بڑی تحقیق و جستجو اور محنتِ شاقّہ سے قرآن مجید، کُتُبِ اَحادِیث شُرُوح و تفاسیر اور جمہور مفسّرینِ کرامؒ کے ٹھوس حوالجات سے مستحکم دلائل اور مضبُوط بَراھین کے علاوہ بریلوی رضاخانی حضرات کے علماء مفسّرینِ کرام و مُفتیانِ عظام کی واضح اور روشن تر عبارات اور اَقوال کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل واضح سے واضح تر کر دیا

گیا ہے کہ :

- نبی آخرُ الزماں ، امام الانبیآء ، محمّد مُصطفٰی ، احمد مجتبٰی ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر آواز دینی ، بُلانا اور پکارنا وغیرہ بالکل ممنُوع و حَرام ہے ،
- اور یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنے والوں کی اللہ تعالٰی نے بڑی زبردست مَذَمّت فرمائی ہے اور اظہارِ ناراضگی فرماتے ہوئے ان کو آدابِ نبوِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ناواقِف اور بےعَقل قرار دیا ہے اور آئندہ کے لیے ایسی بےاَدبی اور گُستاخی سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے ،
- جو لوگ باوجود جاننے کے اس ممنُوع و حَرام فِعل سے باز نہ آئیں وُہ بلاشبہ ہٹ دھرم ، بے اَدَب اور گُستاخِ رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہیں ،
- بعد از اِسلام و تَعلُّم آداب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنے والے کو صحابہ کرامؓ دھکے دے کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتے تھے جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پسند فرمایا ہے ،
- اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بُلند آواز سے اور نام لے کر بُلانے کی مُمانعَت پر صحابہ کرامؓ کا اِجماع و اِتّفاق ہے ،
- اور یہ بھی بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ جِن روایات میں بعض

صحابہ کرامؓ سے نِدائے یَامُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا ثبوت ملتا ہے، وُہ روایات یا تو سَنَدًا زبردست ضعیف ہیں، یا پھر مُحَوَّلہ بالا آیات کے نازِل ہونے سے پہلے کی ہیں جو ان آیات سے مَنْسُوخ ہیں، یا پھر آدابِ نبوِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ناواقفیّت اور عَدمِ عِلم کی بنا پر ایسا ہُوا ہے جو کسی طرح بھی قابلِ عمل نہیں ہو سکتا،

○ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رُسل حضرت جبریل علیہ الصّلوٰۃ و السّلام اور دوسرے فرشتے اور انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اس حکم سے مُستثنیٰ ہیں، وُہ آپس میں ایک دوسرے کو جس طرح چاہیں بُلائیں کوئی مانع نہیں اور اللہ تعالیٰ تو خود حاکم عَلَی الْاِطْلَاق ہے وُہ اپنے بندوں کو جس طرح چاہے بلائے اسے ہر طرح کا اِختیار اور حق حاصِل ہے،

جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ

اور باقی کسی صحیح حدیث میں اکابر صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ اور دیگر تعلیم یافتہ خادموں میں سے بعد از اِسلام و تعلُّم آداب یَامُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنا ثابت نہیں ہے اگر ثابت ہو بھی جائے (جو کہ ناممکن ہے) تو پھر بھی دلیل نہیں بن سکتا کیوں کہ مخالفِ قرآن و اَحادیثِ صحیحہ و صریحہ ہونے کی وجہ سے مردُود ٹھہرے گا اور کسی صحابیؓ کی طرف مخالفِ

قرآن و حدیث کا انتساب کتنا بڑا جرم ہے، (فَافْهَمْ وَ تَدَبَّرْ)

؎ میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکرِ چمن ہے مجھ کو غمِ آشیاں نہیں

قارئین حضرات کو بعض مقامات پر کچھ حوالجات مکرر بھی نظر آئیں گے ______ مگر بامرِ مجبوری ایسا کیا گیا ہے،

(كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُلَمَآءِ)

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ط وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○

(سورۃ المؤمن : ۴۴)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ مُتَّبِعِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اٰمِيْنَ ○ ثُمَّ اٰمِيْنَ ○

احقر النّاس
عبدُالغفور اثری

خطیب جامع مسجد اہلِ حدیث محلّہ واٹر ورکس سیالکوٹ

شعبان ۱۴۱۵ھ / جنوری ۱۹۹۵ء

باب اوّل

رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر بُلانے کی مُمانعت

قبل اس کے کہ ہم رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر یعنی یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہہ کر بلانے کی مُمانعت میں قرآنِ مجید میں سے کوئی آیت اور اس کی تفسیر اور تشریح میں کوئی حدیث اور اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہ نقل کریں یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو رُتبہ درجہ اور مقام اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید کو حاصل ہے وُہ یقیناً دنیا میں کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلائل و براہین کے موقع پر اہلِ ایمان کے ہاں سب سے پہلا نمبر صرف قرآنِ مجید کو حاصل ہے اس لیے کہ قرآنِ مجید کی ایک ایک آیت اور ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازِل ہوا ہے اس میں کسی انسان کی دماغی محنت اور کاوش کو کوئی دخل نہیں ہے لہذا یہ اَمر یقینی ہے کہ جس کے پاس کسی مسئلہ کا اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید سے ثبوت ہوگا اس کا مسلک حق اور صحیح ہوگا،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط قَدْ یَعْلَمُ اللہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا ج فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (سورۃُ النُّور[1] ، ۶۳)

رضاخانی ترجمہ

بریلویوں کے اعلیٰحضرت، مجدّدِ دین وملت مولوی احمد رضا خاں حنفی، قادری بریلوی المتوفّٰی ۱۳۴۰ھ مذکورہ آیت طیبہ کا ترجمہ بایں الفاظ رقمطراز ہیں کہ:

"رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر، تو ڈریں وہ جو رسول کے حُکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہونچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے"

(ترجمہ کنزالایمان سورۃُ النُّور ۶۳)

---

[1] سورۃُ النُّور، سورۃُ الاَحزاب کے کئی ماہ بعد، غزوۂ بنی المُصطَلَق کے بعد نازِل ہُوئی ہے، اور امام محمدؒ بن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ غزوۂ بنی المُصطَلَق شعبان ۶ھ کا واقعہ ہے، (مُحصّلہ کتُبِ تفاسیر و سِیَر و غیرھا) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورۃُ النُّور کی مُحوّلہ بالا آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ ۶ھ کے بعد نازِل ہُوئی ہے"

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کی تفسیر

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر یعنی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر بُلانے سے منع فرمادیا ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں جو لفظ دعاء استعمال ہوا ہے یہ عام ہے مفسّرین عظام نے اس کے تین معانی بیان فرمائے ہیں، جیسا کہ حنفیوں کے مشہور فاضلِ اجل، فخر المفسّرین، عمدۃ المحدّثین ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی المتوفّٰی ۱۳۳۵ھ رقمطراز ہیں:

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ یہ گیارہواں حکم ہے اس آیت کے معنی میں تین قول ہیں:

اوّل: یہ کہ رسول جو تم کو پکار کے بلائے تو ان کے بلانے کو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہوا کرو اور تعمیلِ حکم کیا کرو[1]،

---

[1] اس معنٰی کی تائید سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۴ سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پکار پر لبّیک کہو جبکہ بلائے تمہیں اس چیز کی طرف جو تمہیں زندگی بخشنے والی

دوئم : یہ کہ رسول کی دُعا کو آپس کی دُعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو، رسول جس کام کے صلہ میں دُعا دیں تو وُہ دُعا مستجاب ہے[۳] اور جس کو بد دُعا دیں تو وُہ

ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے"

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَلَمْ اٰتِہٖ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ثُمَّ قَالَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ فَذَکَرْتُ لَہٗ وَ قَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ خُبَیْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ اَبَا سَعِیْدٍ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا اَوْ قَالَ ھِیَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ"

یعنی حضرت ابو سعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا گذر ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھے بلایا لیکن میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا جب میں نماز پڑھ چکا تو پھر حاضر ہو گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تمہیں میرے

بھی مقبول ہے۔ برخلاف عام لوگوں کی دعائیں بد دعاؤں کے۔

سوئم: وہ معنی ہیں جن کو ابو نُعیمؒ نے ابن عبّاس رضؓ سے بطریقِ ضحاکؒ نقل کیا

پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) تمہیں بلائیں"، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا میں تمہیں قرآنِ مجید میں سے سب سے بڑی سورۃ نہ بتادوں اس سے پہلے کہ میں باہر نکلوں؟ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جانے کے لیے باہر نکلنے لگے تو میں نے مذکورہ اشارہ یاد کروایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے جس کو سبع مثانی بھی کہتے ہیں"

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۶۹)

○ اور ایسا ہی واقعہ حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا،

(ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵)

[3] جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دُعاء سے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کا حافظہ تیز ہو گیا ــــ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی ماں مسلمان ہو گئی ــــ حضرت علی رضؓ کی آنکھیں درست ہو گئیں ــــ حضرت انس رضؓ کے حق میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دُعاء قبول ہوئی ــــ نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دُعاء سے بارش کا برسنا وغیرہ وغیرہ"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۰۱، ۳۰۲، ۲۷۹، ۲۹۸)

ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یَا مُحَمَّد یَا اَبَا الْقَاسِمِ نام لے کر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اس کا نام لے کر پکارا کرتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس طرح نہ پکارو بلکہ یارسول اللہ ، یانبی اللہ کہہ کے پکارو"

(تفسیر حقانی ج ۵ ص ۲۲۶ پ ۱۸ رکوع ۱۵)

مذکورہ تینوں معانی ہی صحیح اور معقول ہیں قرآنِ مجید کے الفاظ تینوں کو شامل ہیں لیکن تیسرا معنیٰ (یعنی یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہہ کر بلانے کی مُمانعت) تو ائمۂ مفسرین صحابہ کرام رض، تابعین رح و تبع تابعین رح عظام وغیرھم سے صراحۃً مروی و منقول ہے ، (کَمَا سَیَأْتِیْ)

اسی طرح کے کئی واقعات کتبِ اَحادیث میں مذکور ہیں ،

؎ جیسا کہ ابوجہل، عُتبہ بن رَبیعہ ، شَیبہ بن رَبیعہ ، اُمَیَّہ بن خَلف وغیرہ کا نام لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بددعاء فرمائی جو قبول ہوئی ـــــ سُراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا ـــــ ایک متکبر شخص (جو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا) کا ہاتھ شل ہوگیا ،

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۱ ، ص ۵۴۳ ، مسلم ج ۲ ص ۱۷۲) اسی طرح کے کئی واقعات کتبِ اَحادیث میں مذکور ہیں"

؎ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نامِ نامی اِسمِ گرامی کے ساتھ درود و سلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بجائے حرف ص، صلعم ، ع ، وغیرہ پڑھنا اور لکھنا اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محرومی اور بہت بڑی بے نصیبی ہے ، اِس طرح کا اِختصار اور تخفیف تحقیرِ شان بھی ہوسکتی ہے (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْم) اور یہ بدعت ہے مکمل تفصیل راقم کی تصنیف احسن الکلام فی الصلوٰۃ والسلام علی النبیّ خیر الانام ؐ کے صفحہ ۱۳۴ تا ۱۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں خوب تسلّی و تشفّی ہو جائے گی (انشاء اللہ العزیز)

صحابہ کرامؓ کی تفسیر کا رُتبہ، دَرجہ اور حیثیّت کیا ہے ؟

اس سے قبل کہ ہم مذکورہ آیتِ مُبارکہ کی تفسیر اور تشریح کسی صحابیؓ سے نقل کریں یہ واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضؓ کی تفسیر کا رُتبہ، درجہ اور حیثیّت کیا ہے ؟

○ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی آیت کی تفسیر قرآنِ مجید اور حدیث شریف دونوں میں نہ ملے تو اقوالِ صحابہ رضؓ کی طرف رُجُوع کرنا چاہیے کیوں کہ وُہ تفسیرِ قرآن کو بہت زیادہ جانتے تھے ، دارالعلوم المحمدیّہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے فارغ التحصیل وسَنَد یافتہ عالِم تھے اس وقت کے قرائن و اَحوال کا علم ان کو ہی ہوسکتا ہے وُہ زمانۂ نُزُولِ وحی میں موجود وحاضر تھے علاوہ ازیں فہمِ تام، علمِ صحیح اور صالح عمل سے آراستہ تھے۔ اُن سے یہ امر بالکل بعید ہے کہ وُہ بغیر رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سُننے اور سیکھے کسی آیت کی تفسیر میں اپنے عقلی گھوڑے دوڑائیں کیونکہ مفسّرین صحابہ کرامؓ کو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ قرآنِ مجید کی تفسیر میں اپنی طرف سے عقلی طور پر کچھ کہنا دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنانا ہے ، (محصّلہ کُتُبِ تفاسیر و اَحادِیث وغیرِھا)

○ حضرت ابو وائلؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا اِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ لَّمْ يُجَاوِزْهُنَّ حَتّٰى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ وَ الْعَمَلَ بِهِنَّ ،

یعنی ہم (صحابہ رضؓ) میں سے جب کوئی شخص نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے

دس آیات کا سبق لیتا تو آگے نہ بڑھتا جب تک کہ ان کا معنٰی و مفہوم اور طریقِ عمل نہ سمجھ لیتا"

(تفسیر القرآن العظیم ج ا ص۳)

○ اور ایسے ہی حضرت عبدالرحمٰنؒ بن سلمٰی تابعی فرماتے ہیں کہ ہمارے اَشیاخ (صحابہ کرام رضؓ) جن سے ہم نے قرآنِ مجید سیکھا ہے وُہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سے اس طرح قرآنِ مجید پڑھا ہے کہ جب تک ہم دس آیتوں کا علم و عمل نہ سیکھ لیتے آگے نہ بڑھتے تھے، فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ وَالْعَمَلَ جَمِیْعًا، پس ہم نے قرآنِ مجید کا عِلم اور عَمل دونوں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سے ایک ساتھ سیکھے ہیں"

(تفسیر القرآن العظیم ج ا ص۳)

○ مُوطّاً امام مالکؒ میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ نے سورۂ بقرہ آٹھ برس میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سے سیکھی،

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضؓ بوجہ اہلِ عرب ہونے کے لُغتِ عرب سے بھی خوب واقف تھے،

واضح ہو کہ جس طرح اُصُولِ حدیث میں یہ اَمر مسلّم ہے کہ جنّت اور دوزخ کے اَحوال ـــــ یا کسی نیک عمل کے ثواب ـــــ یا فعلِ قبیح کے عِقاب کے بارے میں قولِ صحابی رضؓ حدیثِ مرفوع کے حُکم میں ہے ـــ کیوں کہ مذکورہ اُمُور میں صحابی رضؓ اپنی رائے کو دخل نہیں دے سکتا، اِسی طرح اُصُولِ تفسیر میں بھی یہ بات مسلّم ہے کہ کسی آیت کے شانِ نُزُول یا مفہوم بیان کرنے میں صحابی رضؓ کا

قول حدیث مرفوع کی مانند ہی ہے،

○ چنانچہ امام محمدؒ بن عبداللہؒ المعروف حاکم نیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ رقمطراز ہیں: " تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ عِنْدَهُمَا مُسْنَدٌ "

(مستدرکِ حاکم ج ۱ ص ۱۲۳)

یعنی امام بخاریؒ المتوفی ۲۵۶ھ اور امام مسلمؒ المتوفی ۲۶۱ھ کے نزدیک صحابیؓ کی تفسیر مُسند اور مرفوع حدیث کے حُکم میں ہوتی ہے،

○ امام اسمٰعیلؒ بن کثیرؒ دِمشقی المتوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

"تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ عِنْدَ كَثِيرٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ"

(البدایہ والنّہایہ ج ۶ ص ۲۳۳)

یعنی اکثر علماء کے نزدیک صحابیؓ کی تفسیر مرفوع حدیث کے حُکم میں ہے"

○ امام جلال الدین عبدالرحمنؒ بن ابوبکرؒ السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ مَرْفُوْعٌ

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النوادی ص ۱۱۵)

"صحابیؓ کی تفسیر مرفوع حدیث کے حُکم میں ہے"

اور ایسے ہی دیگر کئی محدثین علماء کرامؒ سے بھی منقول ہے وغیرہ وغیرہ

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار!

یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں

فنِ تفسیر میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا مقام

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے وقت حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیت الخلاء سے نکلے تو باہر پانی کا لوٹا رکھا پایا پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے۔ میرا جواب سُن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا الٰہی اسے تفسیرِ قرآن کا علم سکھا ——— حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ قرآنِ مجید کے بڑے اچھے مفسّر ہیں اگر یہ ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی شخص علم میں ان کا مقابلہ نہ کرسکتا، (حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے اس قول کے پیشِ نظر خیال کیجئے کہ ان کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اس کے بعد ۳۶ سال تک زندہ رہے تو اس مدّت میں آپؓ نے علمی اضافہ اور ترقی کس قدر کی ہوگی) ——— مَعمرؒ کہتے ہیں کہ عبداللہؓ بن عباسؓ نے زیادہ تر علم حضرت عمر، حضرت علی اور اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا خود فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پتہ چلتا کہ کسی شخص کے پاس کوئی حدیث موجود ہے تو میں اس کے دروازے پر آکر بیٹھ جاتا تو جب وُہ باہر آتا تو میں اس سے وُہ حدیث حاصل کرتا حالانکہ اگر میں چاہتا تو اس کو آواز دے کر باہر بھی بلا سکتا تھا ——— حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی۔ محمدؒ ابنِ حنفیہؒ نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور کہا کہ آج دنیا سے اس اُمّت کا عالمِ ربّانی اُٹھ گیا ہے (تذکرۃ الحفّاظ ج ۱ نمبر ۱۸ طبقہ ۱)

——— طبقاتِ مفسّرین میں طبقۂ اوّلی و اعلیٰ صحابہ کرامؓ کا طبقہ ہے تمام صحا

کرامؓ میں فنِ تفسیر میں حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ کا قول زیادہ وقعت اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے آپؓ کی شخصیت کو اُمت کا بڑا زبردست اور متبحر عالم اور رئیس المفسرین مانا گیا ہے قرآنِ مجید کی تفسیر و معانی کی واقفیت کی مہارت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ ہی کے حق میں یہ دعاء فرمائی ہے" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۱) یعنی حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور یہ دعاء فرمائی اے اللہ اس بچے کو حکمت (قرآنِ مجید کی تفسیر، سُنّت اور حدیث وغیرہ) سکھا دے ـــــ

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ یعنی اے اللہ اس کو دین کی سمجھ اور قرآنِ مجید کی تفسیر اور تاویل کی مہارت عطا فرما (مُسند احمد ج ۱ ص ۳۲۸، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۷۶)

حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ (حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ) اَعْلَمُ النَّاسِ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تھے (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۰۰) علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ دین کے امام، علم کے سمندر اور بہت بڑے عالم تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ نمبر ۱۸) ـــــ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ فاروق ایسے محقق اور صاحبِ بصیرت بھی قرآنِ مجید کی تفسیر میں ان کی طرف مُراجعت کرتے تھے (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۳)

امام بغویؒ مُعجمِ صحابہؓ میں زیدؒ بن اسلمؒ کے طریق سے رقمطراز ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، كَانَ عُمَرُ يَدْعُوا ابْنَ عَبَّاسٍ وَيُقَرِّبُهٗ وَيَقُوْلُ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَاكَ یَوْمًا فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِیْلَ

یعنی حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کو بلا کر اپنے قریب بٹھاتے اور فرماتے بیشک میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا ہے کہ ایک دن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لئے دُعا فرمائی کہ اے اللہ اس بچے کو دین کی سمجھ اور قرآنِ مجید کی تفسیر اور تاویل کی مہارت عطا فرما۔

حاصِلِ کلام: سطورِ بالا میں یہ اَمر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد صحابہ کرامؓ قرآنِ مجید کے سب سے زیادہ عالم و ماہر تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم وحکمت اور تزکیہ وتقدیس کی نعمتوں سے براہ راست مستفید تھے۔ احکام ومعاملات وغیرہ دینیات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قول وفعل کو حُجّت جانتے تھے پھر منجملہ ان کے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے قول کو تفوّق وتقدّم حاصل ہے یعنی ان کا قول زیادہ راجح ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ کوئی صحابیؓ جب کسی آیت کا مفہوم یا شانِ نُزُول وغیرہ بیان کرے تو وُہ مُسنَد اور مرفوع حدیث کے حُکم میں ہوتا ہے۔

جیسے تم کو ہم نے چاہا کون بھلا یوں چاہے گا
مانا اور بہت آئیں گے تم سے پیار جتانے کو

رئیس المفسرین حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی تفسیر

- مفسرِ قرآن امام اسماعیلؒ بن کثیرؒ دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ
- امام جلال الدین عبدالرحمنؒ بن ابوبکرؒ السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ
- علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمودؒ الآلوسی البغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ وغیرھم مفسرین کرامؒ
- اور بریلویوں کے اعلحضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت مولوی احمد رضاخاں حنفی قادری بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ رقمطراز ہیں:

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَّ ابْنُ مَرْدُوْيَهٖ وَ أَبُوْنُعَيْمٍ فِيْ الدَّلَائِلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) فِيْ قَوْلِهٖ " لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا " قَالَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ اِعْظَامًا لِّنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ "[۶]

(تفسیر القرآن العظیم ج ۳ ص۳۰۶، ۳۰۷، لُبابُ النُّقول فی اَسبابِ النُّزول مع تنویر المقیاس من تفسیر ابنِ عباسؓ ص۲۱۰، الدُّر المنثُور فی التفسیر بالماثور ج ۵ ص۶۱ وَاللَّفظُ لَہٗ، رُوح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج ۱۸ ص۲۲۵، تجلی الیقین ص۲۶)

یعنی ابنِ ابی حاتمؒ، ابنِ مردُویہؒ اور ابو نُعیمؒ نے دلائل میں روایت بیان

کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قولِ باری تعالیٰ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو اس طرح نہ بلایا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) یَا اَبَا الْقَاسِمِ کہہ کر بُلاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی عزت وعظمت کے پیشِ نظر انہیں اس طرح بُلانے سے بالکل منع فرما دیا تو پھر وُہ لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) کہہ کر بلانے لگے"

---

[6] واضح ہو کہ رئیسُ المفسّرین حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مذکورہ بالا روایت (جو سَنَداً موقُوف ہے لیکن بطریقِ محدّثین ومفسّرین کرامؒ معناً مرفُوع ہے جیسا کہ مفصّل طور پر گذر چکا ہے)

○ بریلویوں کے اعلحضرت، عظیم البرکت، مجدّدِ دین وملّت مولوی احمد رضا خاں حنفی قادری بریلوی کے علاوہ ان کے دیگر اکابر علماء کرام ○ مولانا محمّد صالح حنفی نقشبندی قادری چشتی ○ علّامہ سیّد محمود احمد رضوی لاہوری ○ مفتی اعظم مولوی عبدالمنّان اعظمی اور ○ علّامہ مفتی محمّد خان قادری وغیرھم نے بھی اپنی اپنی کُتب میں درج فرما کر اس سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا نام لے کر یعنی یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) کہہ کر بلانے کو بالکل ممنوع و

○ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ رقمطراز ہیں:

وَاَخْرَجَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الدَّلَائِلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) فِيْ قَوْلِهٖ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) يَعْنِيْ كَدُعَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا دَعَا اَخَاهُ بِاسْمِهٖ وَلٰكِنْ وَقِّرُوْهُ، وَعَظِّمُوْهُ وَقُوْلُوْا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ "

(الدُّر المنثور فی التفسیر بالمأثور ج ۵ ص۶۱)

یعنی امام ابو نعیم (احمد بن عبداللہ اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے دلائل میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم میں کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کا نام لے کر بلاتا ہے رسول اللہ (صلّی

حرام اور بے ادبی و گستاخی قرار دیا ہے۔ (تجلّی الیقین ص۲۶، منہاج القبول ص۲۸، ص۲۹، مقام مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۸۱، ندائے یا رسول اللہ ص۴۷، امتیازات مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۲۶) جس کی تفصیل قارئین و ناظرین حضرات زیر نظر کتاب کے باب پنجم میں ملاحظہ فرمائیں گے (اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز)

بقول شخصے ؎ باغبان سے بلبل و گل نے چھپایا تھا جسے
سن رہے ہیں پتہ پتہ سے وہی افسانہ ہم

اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو اس طرح ان کا نام لے کر نہ بلاؤ بلکہ ان کی نہایت عزت و احترام کرو اور (جب کبھی بلانے کی ضرورت پڑے تو) تم انہیں یا رسول اللہ اور یا نبیَّ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہہ کر بلاؤ"۔

○ امام ابوطاہر محمدؒ بن یعقوبؒ فیروز آبادی شیرازی صاحب القاموس المتوفی ۸۱۷ھ رقمطراز ہیں؛

"(لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ) اَیْ لَا تَدْعُوا الرَّسُوْلَ بِاسْمِہٖ یَا مُحَمَّدُ، (کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا) بِاسْمِہٖ وَلٰکِنْ عَظِّمُوْہُ وَوَقِّرُوْہُ وَشَرِّفُوْہُ وَقُوْلُوْا لَہٗ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، وَیَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا اَبَا الْقَاسِمِ"

(تنویر المقیاس من تفسیر ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا سورۃُ النُّور آیت ۶۳ ص ۲۲۳)

یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کے نام کے ساتھ یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہہ کر نہ بلاؤ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر بلاتے ہو، بلکہ آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی تعظیم و توقیر اور عظمت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہہ کر بلایا کرو...."

خلاصۂ مطلب

سطورِ بالا میں مذکورہ حوالجات سے یہ امر آفتابِ نیمروز کی طرح واضح سے واضح تر ہو گیا ہے کہ:

○ ابتداء میں بعض لوگ نبیٔ آخر الزماں، امام الانبیاء، محمدؐ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اُن کا نام لے کر اور کُنیت کے ساتھ یعنی یَا مُحَمَّد اور یَا اَبَا الْقَاسِمِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بھی بلاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزت و عظمت کے پیشِ نظر انہیں اس طرح بلانے سے بالکل منع فرمادیا، ارشاد فرمایا: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا کہ اے لوگو! جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو (اس کا نام لے کر اور کُنیت کے ساتھ) بُلاتے ہو، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس طرح (ان کا نام لے کر اور کُنیت کے ساتھ) نہ بلاؤ، تو پھر لوگوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام لے کر اور کُنیت کے ساتھ بلانا چھوڑ دیا اور بڑے اَدب و احترام کے ساتھ یا رسولَ اللّٰہ، یا نَبِیَّ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بلانے لگے"۔

○ اور یہ اَمر بھی بالکل واشگاف اور ہویدا ہوگیا ہے کہ سورۃُ النُّور کی آیت' لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ سورۃ الاحزاب کے کئی ماہ بعد، غزوۂ بنی المُصْطَلِق (جو کہ شعبان ۶ھ کا واقعہ ہے) کے بعد نازِل ہوئی گویا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کا نام لے کر بلانے کی مُمانعت والی آیت شعبان ۶ھ کے بعد نازِل ہوئی تھی"۔

؎

گُہر جو دِل میں نہاں ہیں خدا ہی دے تو ملیں
اُسی کے پاس ہے مِفتاح اس خزانے کی

باب دوم

تابعین عظامؒ کی تفسیر کی حیثیت اور بعض کا مختصر تعارف

مشہور مفسرِ قرآن امام اسمٰعیلؒ بن کثیرؒ دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ رقمطراز ہیں کہ:

"جب کسی آیت کی تفسیر قرآنِ مجید، حدیث شریف اور اقوالِ صحابہؓ تینوں میں سے نہ ملے تو اکثر ائمہء دینؒ نے فرمایا ہے کہ ایسے موقع پر تابعین عظامؒ کی تفسیر لی جائے جیسے حضرت مجاہدؒ بن جبرؒ جو تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی تھے جو فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ اوّل سے آخر تک حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے قرآنِ مجید سیکھا اور سمجھا ہے ایک ایک آیت کو پوچھ پوچھ اور سمجھ سمجھ کر پڑھا ـــــ ابنِ ابی مُلیکہؒ فرماتے ہیں خود میں نے حضرت مجاہدؒ کو دیکھا کہ کتاب اور قلم دوات لے کر حضرت ابنِ عباسؓ کے پاس پہنچا کرتے اور تفسیرِ قرآن دریافت کر کر کے اس میں تحریر فرماتے پورے قرآنِ مجید کی تفسیر اسی طرح نقل کی ـــــ حضرت سُفیان ثوریؒ کا تو یہ فرمان تھا کہ حضرت مجاہدؒ کسی آیت کی تفسیر کریں تو پھر کسی دوسرے کے قول کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور ان کے بعد حضرت سعیدؒ بن جُبیرؒ، عِکرمہؒ، عطاءؒ بن ابو رباحؒ، حسن بصریؒ، مسروقؒ بن اجدعؒ، سعیدؒ بن مسیبؒ، ابو العالیہؒ، ربیعؒ بن انسؒ، قتادہؒ اور ضحاکؒ بن مُزاحمؒ وغیرھم کا درجہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۶،۷)

حضرت امام علقمہؒ بن قیس کا تعارف

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابو شبل علقمہؒ بن قیسؒ بن عبداللہ النخعیؒ الکوفی ، آپ عراق کے مشہور فقیہ ابراہیم نخعیؒ کے ماموں اور اسود نخعیؒ کے چچا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے اور جاہلیت کا کچھ زمانہ بھی پایا، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت علیؓ اور حضرت ابو درداءؓ سے علم حاصل کیا، باتجوید پورا قرآن مجید حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے حفظ کیا اور فقہ حدیث کا درس بھی انہی سے لیا آپ کا شمار حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے بڑے زیرک اور عقل مند تلامذہ میں ہوتا ہے حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں جس طرح میں قرآن مجید پڑھتا ہوں علقمہؒ اس طرح پڑھتے ہیں اور جو کچھ میں جانتا ہوں وہ علقمہؒ بھی جانتے ہیں، قابوسؒ فرماتے ہیں علقمہؒ فقیہ امام ماہر فن خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اور حدیث کی روایت کرنے میں نہایت قابل اعتماد، نیکو کار اور پرہیزگار انسان تھے، اخلاق وعادات سیرت اور علم وفضل میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے ملتے جلتے تھے، سنہ ۳۲ھ میں فوت ہوئے، ان کی روایت جمیع اصحاب صحاح ستہ نے قبول کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ نمبر ۲۴ طبقہ ۲)

حضرت امام اسودؒ بن یزیدؒ نخعی کا تعارف

ابو عمرو اسودؒ بن یزیدؒ بن قیسؒ نخعیؒ بہت بڑے فقیہ، عابد کوفہ کے عالم

حضرت علقمہؒ کے بھتیجے نامور فقیہ ابراہیم نخعیؒ کے ماموں اور عبدالرحمٰنؒ بن یزیدؒ کے بھائی ہیں حضرت معاذ بن جبل رضؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعود حضرت حذیفہؓ حضرت بلال رضؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا اور ان سے ان کے صاحبزادے، عبدالرحمٰنؒ، ابراہیمؒ نخعی ابواسحاق سبیعیؒ اور بے شمار دوسرے لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا۔ عبادت گذاری اور ادائے حج کے سلسلہ میں آپ دوسرے علماء سے آگے تھے، ابوحمزہ میمونؒ کہتے ہیں اسودؒ بن یزیدؒ نے حج اور عمرہ ادا کرنے کیلئے اسی۸۰ سفر کئے اور کبھی ایک سفر میں دونوں کو جمع نہیں کیا، لوگ کثرتِ عبادت و ریاضت کی وجہ سے اسودؒ کو جنتی کہتے تھے، ۷۵ھ یا اس کے قریب وفات پائی، ان کی روایت جمیع اصحابِ صحاح ستہ نے قبول کی ہے،

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ نمبر ۲۹ طبقہ ۲)

حضرت امام سعیدؒ بن جبیرؒ کا تعارف

حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ کوفہ کے مشہور معلم قرآن اور چوٹی کے علماء میں سے ایک ممتاز فقیہ ہیں حضرت ابنِ عباسؓ، عدیؓ بن حاتم، عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہؓ بن مغفل وغیرھم سے سماعِ حدیث کیا اور ان سے جعفرؒ بن ابی المغیرہؒ، ابوبشرؒ جعفرؒ بن ایاسؒ، ایوبؒ، اعمشؒ، عطاءؒ بن سائب اور دوسرے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے جب اہلِ کوفہ حج کرنے کے لئے آتے اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے مسئلے پوچھتے تو آپؓ فرماتے کیا تم میں سعیدؒ

بن جُبیرؒ نہیں رہتے ؟ اشعثؒ بن اسحاقؒ کہتے ہیں سعیدؒ بن جُبیرؒ کو علماء کا نَقّاد کہا جاتا تھا، زیادہ مشہور قول کے مطابق آپ کو حجّاج نے ۴۹ سال کی عمر میں ۹۵ھ میں قتل کیا، ان کی روایت جمیعِ اصحابِ صحاحِ ستّہ نے قبول کی ہے۔

(تذکرۃ الحُفّاظ ج ۱ نمبر ۷۳ طبقہ ۳)

امامِ نَوَوِیؒ فرماتے ہیں کہ سعیدؒ بن جُبیرؒ تابعین کے بڑے اماموں میں سے ہیں تفسیر و حدیث کے بڑے ماہر اور فقہ کے جاننے والے اور عبادت، زُہد، تقویٰ وغیرہ میں مشہور تھے،

(تہذیب الاسماء ص ۲۷۹)

حضرت مجاہدؒ بن جَبر مَخزُومی کا تعارُف

ابوالحجّاج مجاہدؒ بن جبرؒ المخزومی المکیؒ، مکّہ معظمہ میں رہنے والے نامور مُعلِّم و مُفَسِّرِ قرآن اور مشہور حافظِ حدیث ہیں، حضرت سعدؓ بن ابی وقّاصؓ، حضرت عائشہؓ، ابوہریرہؓ، اُمِّ ہانیؓ، عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبداللہؓ بن عبّاسؓ وغیرھم سے سَماعِ حدیث کیا، ایک عرصہ تک حَبرِ اُمّت حضرت عبداللہؓ بن عبّاسؓ کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید پڑھا اور اس کی تفسیر سیکھی، علم کا خزانہ اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے تھے، آپؒ کے شاگردوں میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں: قتادہؒ، حَکَمؒ بن عُتَیبہؒ، عَمروؒ بن دینارؒ، اَعمَشؒ، منصورؒ، ایوبؒ، ابنِ عونؒ، عُمرؒ بن ذرؒ اور دوسرے بہت سے لوگ، ——— آپؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ

بن عباسؓ کو تین دفعہ قرآنِ مجید سُنایا ہر ایک آیت پڑھ کر ٹھہر جاتا اور پوچھتا یہ کس کے بارہ میں اُتری ہے اور شانِ نُزول کیا ہے ؟ ——— قتادہؒ کہتے ہیں موجودہ لوگوں میں تفسیرِ قرآن کے سب سے بڑے عالم مجاہدؒ ہیں ———
ابنِ جُریجؒ کہتے ہیں امام مجاہدؒ سے حدیث کا سماع کرنا مجھے اپنے اہل اور مال سے زیادہ پسند ہے ، خُصیفؒ کا بیان ہے موجودہ دور میں تفسیر کا علم مجاہدؒ سب سے زیادہ رکھتے ہیں ، خود مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں سوار ہوتا تو اکثر عبداللہؓ بن عمرؓ میری رکاب تھامتے ، اعمشؒ کہتے ہیں کہ جب میں مجاہدؒ کو دیکھتا تو انہیں سادہ اور نہایت کم قیمت لباس پہننے کی وجہ سے حقیر سمجھتا ، میں سمجھتا یہ کوئی خرکار ہے جس کا گدھا گم ہو گیا اور اس کی وجہ سے پریشان ہے لیکن جب علمی مباحث میں لب کشائی فرماتے تو ان کے منہ سے موتی جھڑتے ،
اکثر علماء کہتے ہیں کہ آپؒ کا ۱۰۳ھ میں انتقال ہوا ، واقدیؒ ابنِ جُریجؒ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ۸۳ سال عمر پائی ۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ نمبر ۸۳ طبقہ ۳)

امام ضحاکؒ بن مُزاحِم کا تعارُف

امام ضحاکؒ بن مُزاحمؒ ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے ہیں ان کو امام احمدؒ ، ابنِ معینؒ ، ابو زرعہؒ ثِقہ کہتے ہیں ، امام ابن حبانؒ نے ان کو ثقات میں لکھا ہے ، امام ابنِ عدیؒ ان کو مفسر کہتے ہیں ، امام عجلیؒ اور دار قطنیؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں ،،

(تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۵۳ ، ۴۵۴)

حضرت امام عکرمہؒ کا تعارف

حبرِ اُمت حضرت امام عکرمہؒ کی کُنیت ابوعبداللہ ہے، مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے مَولیٰ ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے ہیں حضرت علیؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عائشہ صِدّیقہؓ، عُقبہ بن عامرؓ، ابوسعید خُدریؓ اور دیگر متعدّد صحابہ کرامؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے اتنی علمی استعداد پیدا کرلی تھی کہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی زندگی میں فتویٰ دینا شروع کردیا تھا خود فرماتے ہیں کہ میں مسلسل چالیس سال تک تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں مجھے بھاگنے اور مکتب سے غیر حاضر ہونے کی عادت تھی اس لیے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کتاب وسُنّت کی تعلیم دینے کے لیے میرے پاؤں میں زنجیر ڈال دیتے تھے، ابوالشَّعثاءؒ کا بیان ہے کہ عبداللہؓ بن عبّاسؓ کے مَولیٰ عِکرمہؒ سب سے بڑے عالِم ہیں، سعیدؒ بن جُبیرؒ سے کسی نے پوچھا آپ سے کوئی بڑا عالم بھی ہے؟ وُہ بولے ہاں عِکرمہؒ مجھ سے بڑا عالِم ہے، امام شَعبیؒ فرماتے ہیں موجودہ لوگوں میں عِکرمہؒ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم کوئی نہیں ہے۔ قُرّہؒ بن خالدؒ کہتے ہیں کہ جب عکرمہؒ بصرہ میں آتے تو جب تک وُہ وہاں مقیم رہتے حضرت امام حسن بصریؒ تفسیرِ قرآن کا درس دینے اور فتویٰ نویسی سے باز رہتے، آپؒ نے ۱۰۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ان کی روایت جمیع اصحابِ صِحاح سِتّہ نے قبول کی ہے۔

(تذکرۃ الحُفّاظ ج ۱ نمبر ۸۷ طبقہ ۳)

حضرت امام حسن بصریؒ کا تعارُف

شیخ الاسلام امام حسنؒ بن ابی الحسنؒ یسار کی کُنیت ابُوسعید ہے اور بصرہ کے رہنے والے ہیں سرتاجِ تابعین ہیں آپ کی والدہ خیرہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کی کنیز تھیں آپ نے مدینہ منوّرہ میں پرورش پائی حضرت عثمانؓ کی خلافت میں قرآنِ حکیم حفظ کیا اور انہیں متعدّد دفعہ خطبہ دیتے ہُوئے سُنا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ، عمرانؓ بن حصینؓ، مغیرہؓ بن شُعبہ، عبدالرحمٰنؓ بن سمُرہ، سمرہؓ بن جُندب، جُندُبؓ بجلی، ابنِ عباسؓ، ابنِ عمرؓ، ابوبکرؓ، عمروؓ بن تغلب اور ایک بڑی جماعت سے علمِ حدیث حاصل کیا، ابنِ سعدؒ فرماتے ہیں آپ بلند پایہ عالم، ثقہ، حُجّت، دینِ شریعت کے امین، عبادت گزار صوفی مشرب، کثیرالعلم، فصیح البیان اور حسین وجمیل تھے، آپؒ نے ۸۸ سال عمر پاکر ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ نمبر ۶۶ طبقہ ۳)

حضرت امام قتادہؒ کا تعارُف

حضرت امام قتادہؒ بن دِعامہ سدُوسی بصری کی کُنیت ابوالخطّاب ہے، بہت بڑے عالم اور مشہور حافظِ حدیث ہیں، مادرزاد نابینا تھے، قرآنِ حکیم کے نامی گرامی مفسّر ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن سرجس، انس بن مالک، سعیدؒ بن مسیّب، معاذہ ابوطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا، معمرؒ کہتے ہیں قتادہؒ، سعیدؒ بن مسیّب کے پاس آٹھ دن ٹھہرے تیسرے دن ہی سعیدؒ کہنے لگے اندھے میاں! اب کسی اور جگہ چلے جاؤ تم نے

میرا سارا علم ختم کر لیا ہے قتادہؒ کا اپنا بیان ہے کہ میں نے کبھی کسی محدّث سے نہیں کہا کہ حدیث مجھے دوبارہ سناؤ کیونکہ میرے کان جو کچھ سنتے ہیں اسے میرا دل فوراً یاد کر لیتا ہے۔ ابنِ سیرینؒ کہتے ہیں قتادہؒ سب لوگوں سے زیادہ قوِیُ الحافِظہ ہیں۔ معمرؒ کہتے ہیں میں نے قتادہؒ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ قرآنِ حکیم میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں نے کچھ نہ کچھ نہ سنا ہو، امام احمدؒ فرماتے ہیں قتادہؒ قرآنِ حکیم کی تفسیر اور علماء کے اختلاف کو جانتے ہیں نیز امام صاحب نے ان کے حافِظہ اور تَفقُّہ کی تعریف کی اور کہا علم میں کوئی کم ہی ان سے آگے ہوگا۔

ہمامؒ کہتے ہیں میں نے قتادہؒ سے سُنا ہے فرماتے ہیں بیس سال ہوئے ہیں میں نے کبھی رائے اور قیاس سے فتویٰ نہیں دیا۔ سُفیان ثوریؒ کہتے ہیں قتادہؒ جیسا بھی کوئی آدمی دُنیا میں موجود ہے؟ امام احمدؒ فرماتے ہیں قتادہؒ اہلِ بصرہ میں سب سے بڑے حافِظِ حدیث تھے جو کچھ سُنتے تھے یاد کر لیتے تھے ایک دفعہ حضرت جابرؓ کا صحیفہ سُنا تو پہلی ہی بار سارے کا سارا حفظ کر لیا۔ شُعبہؒ کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے قتادہؒ کو ستّر حدیثیں پڑھ کر سُنائیں، بجز چار کے سب کے متعلق کہا یہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے سُنی ہیں بسیّد الفقہاء حضرت سعیدؒ بن مسیّب فرماتے ہیں عراق سے ہمارے پاس قتادہؒ سے بڑا حافِظِ حدیث کوئی نہیں آیا۔ آپؒ نے ۱۱۸ھ میں شہر واسط میں طاعون کی بیماری سے وفات پائی بعض نے آپؒ کا سنِ وفات ۱۱۷ھ بتایا ہے ۵۷ سال عمر پائی۔

(تذکرۃ الحُفّاظ ج ۱ نمبر ۱۰۷ طبقہ ۴)

حضرت امام مُقاتِلؒ بن حیّانؒ بلخی کا تعارُف

عالمِ خُراسان حضرت امام مُقاتِلؒ بن حیّانؒ بلخی، بلخ کے رہنے والے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں، آپ نے امام شعبیؒ، عکرمہؒ، مجاہدؒ، عبداللہؒ بن بُریدہؒ، سالمؒ بن عبداللہؒ، مسلمؒ بن صیصمؒ، ضحاکؒ اور دوسری ایک جماعت سے علم حدیث حاصل کیا، آپ صادقُ القول، امام، نیکوکار و عبادت گذار صوفی، اور گرامی قدر اور مُتبع سُنّت، حافظِ حدیث تھے، آپ نے کابل جاکر بہت سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا، امام یحییٰؒ بن معینؒ اور امام ابوداؤدؒ نے ان کی توثیق کی ہے، امام نسائیؒ فرماتے ہیں ان کے ساتھ کوئی حرج نہیں، ان کی روایت سننِ اربعہ کے مؤلفینؒ اور امام مسلمؒ نے اپنی کُتبِ حدیث میں درج فرمائی ہے۔

(تذکرۃ الحفّاظ ج ۱ نمبر ۱۶۸ طبقہ ۵)

مشہور تابعین عظامؒ کی تفسیر

○ امام ابوجعفر محمدؒ بن جریرؒ طبری المتوفّٰی ۳۱۰ھ رقمطراز ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ فِيْ قَوْلِهِ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) قَالَ اَمَرَهُمْ اَنْ يُّفَخِّمُوْهُ وَ يُشَرِّفُوْهُ "

عَنْ مُّجَاهِدٍ (كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) قَالَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّدْعُوْهُ

يَا رَسُوْلَ اللهِ فِيْ لِيْنٍ وَّ تَوَاضُعٍ وَ لَا يَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ فِيْ تَجَهُّمٍ "
(جامع البیان فی تفسیر القرآن ج ۱۸ ص ۱۳۴)

○ امام ابوعبداللہ محمدؒ بن احمدؒ انصاری قرطبی المتوفیٰ ۶۷۱ھ رقمطراز ہیں :

" وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَ مُجَاهِدٌ : اَلْمَعْنٰى قُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ فِيْ رِفْقٍ وَّ لِيْنٍ وَ لَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ بِتَجَهُّمٍ "
(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۳۲۲)

یعنی حضرت قتادہؒ ، مجاہدؒ اور سعیدؒ بن جُبیرؒ تابعین عظامؒ وغیرھم نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بلاتے وقت بڑی عظمت اور بزرگی ، نرمی اور عاجزی و انکساری کے ساتھ یارسول اللہ کہہ کر آواز دیں اور گرج دار لہجہ میں (اور) یا محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کہہ کر نہ بلائیں ۔

○ علامہ ابومحمدؒ حسینؒ بن مسعودؒ بغوی المتوفیٰ ۵۱۶ھ رقمطراز ہیں :

.... وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَ قَتَادَةُ : لَا تَدْعُوْهُ بِاسْمِهٖ كَمَا يَدْعُوْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَا مُحَمَّدُ ، يَا ابْنَ عَبْدِ اللهِ ، وَلٰكِنْ فَخِّمُوْهُ وَ شَرِّفُوْهُ فَقُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللهِ ، يَا رَسُوْلَ اللهِ فِيْ لِيْنٍ وَّ تَوَاضُعٍ "
(معالم التنزیل ج ۵ ص ۷۶)

یعنی حضرت مجاہدؒ اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا ہے کہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ تم جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے

ہو اس طرح رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کے نام کے ساتھ یعنی یَا مُحَمَّد اور یَا ابْنَ عَبْدِ اللہِ کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ انہیں بڑی عزت عظمت اور بزرگی اور بڑی نرمی اور عاجزی و انکساری کے ساتھ یا نبی اللہ ، یا رسولَ اللہ کہہ کر بلاؤ"

○ قاضی ابو سعید ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی المتوفّٰی ۶۸۵ھ رقمطراز ہیں :

(لَا تَجْعَلُوْا) اَیْ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا) قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَجَمَاعَۃٌ : مَعْنَاہُ لَا تُنَادُوْہُ بِاِسْمِہٖ فَتَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلَا بِکُنْیَتِہٖ فَتَقُوْلُوْا یَا اَبَا الْقَاسِمِ، بَلْ نَادُوْہُ وَخَاطِبُوْہُ بِالتَّوْقِیْرِ فَقُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ ، یَا نَبِیَّ اللہِ ....

(اَنوار التنزیل و اَسرار التاویل ج ۵ ص ۱۲۷)

یعنی حضرت سعیدؓ بن جُبیرؓ اور مفسرین تابعین عظامؒ وغیرھم کی جماعت نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ایمان والوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بلاتے وقت ان کے نام کے ساتھ یَا مُحَمَّد کہہ کر اور ان کی کُنیت کے ساتھ یَا اَبَا الْقَاسِمِ کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ انہیں بلاتے وقت بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ یَا رَسُوْلَ اللہِ ، یَا نَبِیَّ اللہِ کہہ کر مخاطب کرو ....

○ علامہ نظام الدین الحسنؒ بن محمدؒ بن حسینؒ القمی النیشا پوری المتوفّٰی ــــــھ رقمطراز ہیں :

”وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ : لَا تُنَادُوْہُ بِاسْمِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا یَامُحَمَّدُ وَلٰکِنْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ وَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَعَ التَّوْقِیْرِ وَالتَّعْظِیْمِ وَالصَّوْتِ الْمُنْخَفِضِ“

(تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان ج ۱۸ ص ۱۲۰)

حضرت سعیدؓ بن جُبیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کے نام کے ساتھ یَامُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ بڑی تعظیم وتوقیر اور پست آواز کے ساتھ یَانَبِیَّ اللّٰہ اور یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہو“

○ امام جمال الدین عبدالرحمٰنؒ بن علیؒ بن محمدؒ جوزی بغدادی المتوفّٰی ۵۹۷ھ مذکورہ آیت کے ذیل میں رقمطراز ہیں :

”...... اِنَّھُمْ اُمِرُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ، وَنُھُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا یَامُحَمَّدُ قَالَہٗ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ ، وَعَلْقَمَۃُ ، وَالْاَسْوَدُ ، وَعِکْرَمَۃُ وَمُجَاھِدٌ“

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۶ ص ۶۸)

...... یعنی حضرت سعیدؒ بن جُبیرؒ ، علقمہؒ ، اسودؒ ، عِکرمہؒ ، اور مجاہدؒ وغیرہم تابعین مفسّرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ میں لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلاتے وقت یارسول اللہ کہا کریں ، اور یا محمدؐ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بلانے سے منع کر دیئے گئے ہیں“

○ علامہ ابنِ جوزی رح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

"لَا تَدْعُوْهُ بِاسْمِهٖ يَا مُحَمَّدُ كَمَا يَدْعُوْا بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَيَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالضَّحَّاكِ وَمُقَاتِلٍ"

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۷ ص ۴۵۹)

یعنی جس طرح لوگ آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہیں تم اس طرح آپ کا نام لے کر یا مُحَمَّد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہو اور یہی معنیٰ ہے حضرت سعیدؒ بن جُبیرؒ، ضحاکؒ اور مُقاتلؒ کے قول کا "

○ مشہور مفسرِ قرآن امام اسماعیلؒ بن کثیرؒ دِمشقی المتوفّٰی ۷۷۴ھ حضرت ابنِ عباسؓ کی تفسیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں .... وَهٰكَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَقَالَ مُقَاتِلٌ فِيْ قَوْلِهٖ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) يَقُوْلُ: لَا تُسَمُّوْهُ إِذَا دَعَوْتُمُوْهُ: يَا مُحَمَّدُ وَلَا تَقُوْلُوْا يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ شَرِّفُوْهُ فَقُوْلُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

(تفسیر القرآن العظیم ج ۳ ص ۳۰۷)

.... یعنی اور ایسے ہی حضرت مجاہدؒ اور سعیدؒ بن جُبیرؒ سے بھی مروی ہے اور حضرت مُقاتلؒ بن حیان بلخیؒ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد لَا تَجْعَلُوْا

دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلاؤ تو آپ کا نام لے کر یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر نہ بلاؤ اور نہ یا ابْنَ عَبْدِاللّٰہ کہو بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے شرف و اعزاز کو ملحوظِ خاطر رکھ کر یا نَبِیَّ اللّٰہ ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہو"

○ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السیّد محمودؒ الالوسی بغدادی المتوفّٰی ۱۲۷۰ھ بھی حضرت ابنِ عبّاس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَرُوِیَ نَحْوُھٰذَا عَنْ قَتَادَۃَ ، وَالْحَسَنِ وَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَمُجَاھِدٍ ،،

(روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسّبع المثانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

یعنی اسی طرح حضرت قتادہؒ ، حسن بصریؒ ، سعیدؒ بن جُبیرؒ اور مجاہدؒ وغیرھم سے بھی مَروی و منقُول ہے۔

○ مشہور مفسّرِ قرآن علامہ مولوی محمد رحیم بخش دہلویؒ رقمطراز ہیں:

"..... ایک یہ کہ مسلمانو! تم کو اپنے نبی کی تعظیم و توقیر کرنا نیز اس کے ساتھ اَدب و رعایت ہر اَمر میں ملحوظ رکھنا لازم ہے اگر پیغمبر کو پکارنے کی ضرورت پڑے تو اس طرح نہ پکارو جس طرح باہم ایک دوسرے کو صرف نام لے کر پکارتے ہو اور اے محمدؐ ، اے عبداللّٰہ کے بیٹے کہہ کر آواز نہ دو بلکہ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ بالکل پست اور دَبی آواز سے یارسول اللّٰہ یا نبی اللّٰہ کہہ کر پکارو حضرت ابنِ عبّاسؓ سے مَروی ہے کہ صحابہؓ آنحضرت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اے محمدؐ اے ابوالقاسم کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ خدا نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں اس سے منع کر دیا اور اپنے پیغمبر کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا (ھٰکَذَا قَالَہٗ مُجَاھِدٌ وَسَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ) یہی قول ظاہر سیاق سے زیادہ چسپاں معلوم ہوتا ہے ......"

(اعظمُ التفاسیر پ۱۸ ص۵۳)

حاصلِ کلام: مفسّرین کرامؒ کی مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر بالکل واشگاف اور ہویدا ہو گیا ہے کہ اکثر ائمۂ دینؒ کے نزدیک:

- صحابہ کرامؓ کی تفسیر (جو کہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے) کے بعد تابعینِ عظامؒ کی تفسیر کا درجہ ہے۔
- رئیسُ المفسّرین حضرت عبداللہؓ بن عبّاسؓ المتوفّٰی ۶۸ھ کے علاوہ مشہور تابعینِ عظامؒ و جمہور مُفسّرینِ کرامؒ
- حضرت امام علقمہؒ المتوفّٰی ۳۲ھ
- امام اسودؒ بن یزیدؒ المتوفّٰی ۷۵ھ
- امام سعیدؒ بن جُبیرؒ المتوفّٰی ۹۵ھ
- امام مجاہدؒ المتوفّٰی ۱۰۳ھ
- امام ضحّاکؒ بن مُزاحِم المتوفّٰی ۱۰۶ھ
- امام عِکرمہؒ المتوفّٰی ۱۰۷ھ
- امام حسن بصریؒ المتوفّٰی ۱۱۰ھ

○ امام قتادہؒ المتوفّٰی ۱۱۷ھ اور

○ امام مُقاتِلؒ بن حیّانؒ بلخی المتوفّٰی ۱۵۰ھ وغیرھم نے بھی مُحوّلہ بالا آیت (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) کی تفسیر یہ بیان فرمائی ہے کہ "اس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم اِرشاد فرمایا ہے کہ " تم جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہو اس طرح رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ان کے نام کے ساتھ یَا مُحَمَّد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کہہ کر اور ان کی کُنیت کے ساتھ یَا اَبَا الْقَاسِم کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ نہایت اَدب و اِحترام اور تعظیم و تکریم اور نرمی اور پست آواز کے ساتھ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ، یَا نَبِيَّ اللّٰه (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بلایا کرو وغیرہ وغیرہ ،

یہی اہلِ حق کا سچّا اور حقّ مسلک ہے۔

میرے ہی غم کی ترجُماں فِطرت بے زباں نہ ہو
مُجھ کو وُہ داستاں سُنا جو میری داستاں نہ ہو

باب سوم

رسُولُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا نام لے کر بلانے والے، آدابِ نبوی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) سے ناواقف اور بے عقل ہیں

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(پ۲۶ رکوع ۱۳ سورۃ الحجرات[1] آیت ۴، ۵ رکوع ۱)

رضاخانی ترجمہ: بریلویوں کے اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین وملّت، مولوی احمد رضا خاں حنفی قادری بریلوی المتوفّٰی ۱۳۴۰ھ مذکورہ آیاتِ

---

[1] ایک ضروری وضاحت:

○ واضح ہو کہ سورۃُ الحُجُرات میں نازِل شدہ اَحکام و ہدایت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے اکثر اَحکام مدینہ طیّبہ کے آخری دَور میں نازِل ہُوئے ہیں مثلاً آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ الخ. کے متعلق تمام مُفسّرین کرامؒ کا مُتفقہ بیان ہے کہ یہ قبیلۂ بنو تمیم کے وفد کے بارے میں نازِل ہوئی ہے جنہوں نے دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں پہنچ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کے حُجروں کے باہر سے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام لے کر یعنی

طیبات کا ترجمہ بایں الفاظ رقمطراز ہیں کہ:

"بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

(ترجمہ کنز الایمان سورۃ الحجرات آیت ۴،۵)

شانِ نزول:

○ مشہور مفسرِ قرآن امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ،

○ امام جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی البغدادی المتوفی ۵۹۷ھ،

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر پکارنا شروع کر دیا تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی، (کما سیأتی)

○ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کتبِ تفاسیر و سیر وغیرہا میں قبیلۂ بنو تمیم کے اس وفد کی آمد کا زمانہ ۹ھ بیان کیا گیا ہے"،

(وفودِ عرب بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ص۱۷۷)

○ یوں تو اس سے قبل غزوۂ بنی المصطلق (جو ۶ھ میں واقع ہوا) کے بعد سورۃ النور کی آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ میں مجمل طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر یعنی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر بلانے کی ممانعت وارد ہو چکی تھی لیکن اب مفصل طور پر اس کا بیان ہو رہا ہے اور اس پر ذرا سختی کے ساتھ عمل درآمد کرایا جا رہا ہے۔

.... وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (سورۃ الصف آیت ۹)

- امام ابو عبداللہ محمدؒ بن احمدؒ الانصاری القرطبی المتوفّٰی ۶۷۱ھ
- امام اسماعیلؒ بن کثیرؒ دمشقی المتوفّٰی ۷۷۴ھ اور
- امام جلال الدین عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ السیوطی المتوفّٰی ۹۱۱ھ وغیرھم جمہور مفسرین کرامؒ رقمطراز ہیں :

وَاَخْرَجَ ابْنُ رَاهَوَيْهِ، وَمُسَدَّدٌ، وَّاَبُوْ يَعْلٰى، وَالطَّبْرَانِيُّ، وَابْنُ جَرِيْرٍ، وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ، بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ: اجْتَمَعَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا: اِنْطَلِقُوْا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنْ يَّكُ نَبِيًّا فَنَحْنُ اَسْعَدُ النَّاسِ بِهٖ وَاِنْ يَّكُ مَلِكًا نَعِشْ بِجَنَاحِهٖ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالُوْا فَجَآءُوْا اِلٰى حُجْرَتِهٖ فَجَعَلُوْا يُنَادُوْنَهٗ يَا مُحَمَّدُ، يَا مُحَمَّدُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ) فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِيْ وَجَعَلَ يَقُوْلُ لَقَدْ صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَكَ يَا زَيْدُ، لَقَدْ صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَكَ يَا زَيْدُ،

(جامع البیان فی تفسیر القراٰن ج ۲۶ صـ۷ ، زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۷ صـ۴۵۹، الجامع لاحکام القراٰن ج ۱۶ صـ۳۰۹ ، تفسیر القرآن العظیم ج ۴ صـ۲۰۸ ، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج ۶ صـ۸۶ وَاللَّفْظُ لَهٗ)

یعنی ابنِ رَاھَوَیہؒ ، مُسَدَّدؒ ، ابو یعلیٰؒ ،طَبرانیؒ ، اِبنِ جریرؒ اور ابنِ ابی حاتمؒ وغیرھم محدّثینِ عظامؒ و مُفسّرِینِ کرامؒ نے حَسن سَند کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

کچھ دیہاتی لوگ اکٹھے ہو کر کہنے لگے کہ اس شخص کے پاس چلو (جس نے نُبُوَّت کا دعویٰ کیا ہے کہ) اگر وُہ (واقعی) نبی ہے تو اس سے سعادت حاصل کرنے کے سب سے زیادہ مُستحق ہم ہیں اور اگر وُہ بادشاہ بننا چاہتا ہے تو ہم اس کے پَروں تلے پَل جائیں گے (یعنی دنیاوی فائدہ حاصل ہو جائے گا) میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی خِدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ انہوں نے کہا وُہ بیان کر دیا، پھر وُہ لوگ آئے اور حُجروں کے پیچھے کھڑے ہو کر (اور) یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) کہہ کر پکارنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرمائی کہ ،، بے شک وُہ لوگ جو آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) کو حُجروں کے باہر سے (اور یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم ، یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کہہ کر) پکارتے ہیں وُہ اکثر (آدابِ نَبوِی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم سے ناواقف اور) بے عقل ہیں ،، تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے میرا کان پکڑ کر فرمایا اے زیدؓ اللہ تعالیٰ نے تیری بات سچّی کر دی ، اے زیدؓ! اللہ تعالیٰ نے تیری بات سچّی کر دی ،،

فائدہ جلیلہ :

مذکورہ آیتِ مبارکہ اور اس کے شانِ نزول میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی روایت سے واضح تر ہوگیا ہے کہ جس وقت آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) اپنے مکان اور آرام گاہ وغیرہ میں تشریف فرما ہوں تو اس وقت باہر کھڑے ہو کر آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کو بلانا اور پھر آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کا نام لے کر (یا محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کہہ کر) آوازیں دینا یہ دونوں باتیں آدابِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سراسر منافی ہیں اور ایسا کرنے والے بلا شبہ آدابِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے ناواقف اور بے عقل ہیں یا پھر زبردست ہٹ دھرم، بے ادب اور گستاخِ رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) ہیں،

(اَلْعِيَاذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ)

؎ آپ ہی ذرا اپنے جور و جفا کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

لمحۂ فکریہ

اہلِ ایمان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دنیا میں زندہ موجود اپنے گھر میں آرام فرماتے، تو جن لوگوں نے لاعلمی کی وجہ سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو حجروں کے باہر سے ——

اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام لے کر بلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی زبردست مَذَمَّت فرمائی اور اظہارِ ناراضگی فرماتے ہوئے ان کو بے عقل و بے وقوف قرار دیا اور آئندہ کے لئے ایسی بے ادبی و گستاخی سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔

اور اب جو لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد جبکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی قبر مبارک میں لیٹے آرام فرما رہے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلا کر بے آرام کرنے کی ناکام کوشش کریں ـــــ اور پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا نام لے کر بلائیں ـــــ اور باوجود سمجھانے کے باز نہ آئیں بلکہ ضِدّ اور ہَٹ دھرمی کے ساتھ یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہی کہتے اور لکھتے چلے جائیں ـــــ تو ان لوگوں کے بے عقل و بے وقوف اور بے اَدب و گستاخِ رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وغیرہ ہونے میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے؟

کیا خوب ہے کہ اہلِ حدیث کو ناجائز طور پر گستاخ کہنے والے خود حقیقی بے اَدب و گستاخِ رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ثابِت ہوئے،

سچ ہے ؎

کل میاں حجّام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں ان کی بھی حجامت ہو گئی

یا مُحمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے والے کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کوئی جواب نہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس شخص کی مذمت فرمائی

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ رقمطراز ہیں:

○ اَخْرَجَ اَحْمَدُ، وَابْنُ جَرِیْرٍ، وَاَبُوالْقَاسِمِ الْبَغْوِیُّ، وَابْنُ مَرْدُوَیْہِ، وَالطَّبْرَانِیُّ، بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا فَلَمْ یُجِبْہُ فَقَالَ: یَامُحَمَّدُ اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ فَقَالَ ذَاکَ اللّٰہُ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ)

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج ۶ ص ۸۶)

یعنی احمدؒ، ابن جریرؒ، ابوالقاسم بغویؒ، ابن مردویہؒ اور طبرانیؒ وغیرھم محدثین کرامؒ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ اقرع بن حابس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یَامُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری طرف باہر تشریف لائیے تو آپ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے کوئی جواب نہ دیا تو اَقرَع بِن حابِس (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) نے پھر کہا اے محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم میں جس کی مدح کروں وُہ مُزیّن ہو جاتا ہے اور جس کی مَذمّت کروں وُہ معیُوب ہو جاتا ہے تو رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ تو اللّٰہ تعالیٰ کی شان ہے اس پر اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازِل فرمائی (اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرَاتِ اَکۡثَرُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ) بے شک وُہ لوگ جو آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) کو حُجروں کے باہر سے (اور یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کہہ کر) پکارتے ہیں وُہ اکثر (آدابِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ناواقف اور) بے عقل ہیں"

○ وَاَخۡرَجَ التِّرۡمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ، وَابۡنُ جَرِیۡرٍ، وَابۡنُ الۡمُنۡذِرِ، وَابۡنُ اَبِیۡ حَاتِمٍ، عَنِ الۡبَرَاءِ بۡنِ عَازِبٍ فِیۡ قَوۡلِہٖ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرَاتِ اَکۡثَرُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ حَمۡدِیۡ زَیۡنٌ وَاِنَّ ذَمِّیۡ شَیۡنٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ اللّٰہُ"

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ج ۶ ص ۸۶)

امام تِرمذیؒ نے حَسَن سَنَد کے ساتھ اور ابنِ جریرؒ، ابنِ منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ وغیرھم نے روایت کی ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللّٰہ تعالیٰ

عنہ ارشادِ باری تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ کے شانِ نزول کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) میرا تعریف کرنا زینت ہے اور بُرائی کرنا عیب ہے تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا، ایسی ذات تو محض اللہ تعالیٰ کی ہے"

واضح ہو کہ سُطورِ بالا میں سورۃ الحُجُرات کی مُحوّلہ بالا آیت ، اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ الخ کا شانِ نزول جو حضرت زید بن ارقم ، اَقرع بن حابس ، اور براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی و منقول ہے کے علاوہ حضرت جابرؓ ، قتادہؓ اور عبداللہؓ بن عباسؓ وغیرھم سے بھی اسی طرح کی روایات مروی و منقول ہیں ،

(الدّرالمنثور فی التفسیر بالماثور ج ۶ ص۸۷، تفسیر مظہری ج ۱۱ ص۲۱، ۲۲)

○ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس آیت کا مذکورہ بالا شانِ نزول جمہور مُفسّرین کرام کے علاوہ رضا خانی حضرات کے اکابر علماء مُفسّرین کرام

○ امام ابوبکر احمدؒ بن علیؒ حنفی جصّاص ○ شیخ عبدالحق حقانی دہلویؒ

○ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ○ مفتی سیّد نعیم الدّین مُراد آبادی

○ شیخ التفسیر مفتی احمد یار خاں نعیمی ○ مولانا محمد صالح نقشبندی قادری چشتی

○ اور مولانا افتخار احمد قادری وغیرھم نے بھی اپنی اپنی کتب میں درج فرمایا ہے"

(احکام القرآن ج ۳ ص۴۸۹، تفسیر مظہری ج ۹ ص۴۳، تفسیر حقانی ، ج ۶ ص۲۸۲، ۲۸۳، قرآنِ مجید

مترجم ص۴۷۵ حاشیہ نمبر۶ ، تفسیر نورالعرفان ص۸۲۲ حاشیہ نمبر۸ ، آدابِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۵۷ ، مقدّسہ صحابہؓ کا عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۲۰)

یا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہنے والے یہودی عالِم کو حضرت ثوبانؓ نے زبردست دھکّا دیا جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پسند فرمایا

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِّنْ اَحْبَارِ الْیَهُوْدِ ، فَقَالَ : اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ ، فَدَفَعْتُهٗ دَفْعَةً كَادَ یُصْرَعُ مِنْهَا ، فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِیْ ، فَقُلْتُ اَلَا تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، فَقَالَ الْیَهُوْدُ اِنَّمَا نَدْعُوْهُ بِاسْمِهِ الَّذِیْ سَمَّاهُ بِهٖ اَهْلُهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اسْمِیْ مُحَمَّدُنِ الَّذِیْ سَمَّانِیْ بِهٖ اَهْلِیْ ،،

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص۱۴۶)

یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں یہودی علماء میں سے ایک عالم آیا اور بولا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ تو میں نے اس کو ایک ایسا

زبردست دھکّا دیا کہ وُہ گرتے گرتے بچا، وُہ بولا تم نے مجھے دھکّا کیوں دیا ہے؟ تو میں نے کہا (تو یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہتا ہے اور یَا رَسُوْلَ اللہ کیوں نہیں کہتا؟ وُہ بولا ہم تو ان کو اس نام سے پکاریں گے جو اُن کے گھر والوں نے رکھّا ہے تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ بلاشبہ میرا نام جو گھر والوں نے رکھّا ہے وُہ تو مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہی ہے،

حاصِلِ کلام:

اِس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنے والے یہودی عالِم کو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی موجودگی میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثَوبان رضؓ نے اتنا زبردست دھکّا دیا کہ وُہ گرتے گرتے بچا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابی رضؓ کو اس فعل سے منع نہیں کیا بلکہ اس پر سُکُوت فرما کر اپنی رضامندی ظاہر فرمادی۔ سو اس سے واضح ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنا آپ کے غلاموں کا کام ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کا کام تو ایسا کرنے والوں کو دھکّے دے کر آدابِ نبوِی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم دینا ہے، اور یہی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تقریری سُنّت ٹھہری،

(کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْعُلَمَآءِ)

بقول شخصے

؎

میری تحریر طبعِ یار کو بے چین کرتی ہے
سَبَب کیا ہے وہی کہتا ہوں جو دِل پہ گذرتی ہے

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ جب یہودی عالِم نے یہ کہا کہ " ہم تو آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کو اس نام سے پکاریں گے جو آپ کے گھر والوں نے رکھا ہے ،، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے اس کی نفی نہیں فرمائی بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ " اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وُہ تو محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) ہی ہے ،، **لیکن دھکا دینے** کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا نام لے کر بُلانے سے منع کر دیا گیا ہے اور لا عِلمی کی وجہ سے ایسا کرنے والوں کو آدابِ نبوِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے ناواقِف اور بے عقل قرار دیا گیا ہے (سورۃُ النُّور آیت ۶۳ ، سورۃُ الاعراف آیت ۴)
جیسا کہ مفصّل طور پر گذر چکا ہے ،

؎

تمہیں آہیں سُننے کا شوق تھا مگر اب بتاؤ کرو گے کیا
جو کراہتا تھا تمام شب وُہ مریضِ شوق تو مر گیا

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو بلند آواز سے اور ان کا نام لیکر بُلانے کی مُمانعت پر صحابہ کرامؓ کا اِجماع واِتّفاق ہے

بتا اے عقلِ انسانی کوئی حل اس مُعمّے کا
نظر کچھ اور کہتی ہے خبر کچھ اور کہتی ہے

چنانچہ مشہور بریلوی رضاخانی علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاروی رقمطراز ہیں کہ:
حضرت زِرّ بن حُبَیش فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت صفوان بن عسّال مُرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا:

فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَوٰى شَيْئًا، قَالَ نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ: اَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَهْ اِنَّكَ قَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا فَاَجَابَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَحْوٍ مِّنْ صَوْتِهٖ هَاؤُمْ، فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ (قَالَ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. . . . . . .
هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ،،

کہ آپ کو نبی کریم (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) سے محبت کے بارے

میں بھی کچھ یاد ہے؟ فرمایا ہاں ہم ایک سفر میں رسولُ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے ہمراہ تھے تو مجلس کے آخر سے ایک بے سمجھ سخت اَعرابی نے بلند آواز سے پکارا، اے مُحَمَّدْ! اے مُحَمَّدْ! (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، چُپ کر، اس طرح پکارنا منع ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ادھر متوجہ ہو کر فرمایا ہاں آؤ، اس نے کہا ایک آدمی کسی قوم سے مَحَبَّت کرتا ہے لیکن ابھی تک ان سے مل نہیں سکا، راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا (قیامت کے دن) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وُہ دنیا میں مَحَبَّت کرتا ہوگا........ یہ حدیث حَسَن صحیح ہے،،

(جامع ترمذی مترجم ج ۲ ص ۶۳۵ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

فائدہ جلیلہ :

○ اس حدیثِ صحیح وصریح سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا ہے کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلند آواز سے اور یَا مُحَمَّدْ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بلانے کی مُمانعت (جو کہ سورۃُ الحجرات کی آیت ۲، ۴ اور سورۃُ النُّور کی آیت ۶۳ میں وارِد ہو چکی ہے جیسا کہ مفصّل طور پر گذر چکا ہے) کے بعد اگر کوئی شخص لاعلمی کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس طرح بلاتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ڈانٹ کر چُپ کرا دیا کرتے تھے اور اعلان فرما دیا کرتے کہ آپ صَلَّی اللہُ

عَلَیۡهِ وَسَلَّم کو اس طرح بلانے کی مُمانعت ہو چکی ہے۔

○ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ کے قول "فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ : مَهْ اِنَّكَ قَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا"، پر سکوت فرما کر واضح سے واضح تر کر دیا ہے کہ واقعی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم کو بلند آواز سے اور نام لے کر بُلانا آدابِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم کے سراسر مُنافی ہے —— اس لیے کہ اس کی مُمانعت ہو گئی ہے —— اور یہی رضائے مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّم ہے جسے محدّثینِ کرامؒ کی اِصطلاح میں تقریری سُنّت کہتے ہیں جس پر صحابہ کرامؓ کا اِجماع و اِتّفاق ہے، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (سورۃ الصّف: ۹)

شکایت تو نہیں کرتا ہوں لیکن عرض اتنی ہے
وُہ آخر کیا کرے جو ہر طرح مجبُور ہو جائے

باب چہارم
شیعہ مُفسّرین کا مُتفقہ فیصلہ

○ شیعوں کے مشہور مُفسّر ابوالحسن علی بن ابراہیم، القمّی لکھتے ہیں:

"عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِہٖ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا) یَقُوْلُ لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلَا یَا اَبَا الْقَاسِمِ، لٰکِنْ قُوْلُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

(تَفْسِیْرُ الْقُمِّی ج ۲ ص ۱۱۰)

یعنی امام ابو جعفرؒ[1] سورۃُ النُّور کی مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حُکم اِرشاد فرما دیا ہے کہ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بُلاتے وقت یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اور یا اَبَا الْقَاسِمِ نہ کہو بلکہ یَا نَبِیَّ اللہ اور یَا رَسُوْلَ اللہ (صلّی

---

[1] یہ شیعوں کے بارہ ۱۲ اَئِمّہ میں سے پانچویں ۵ امام ہیں، ان کا نام محمدؒ بن علیؒ بن حسینؓ ہے ان کی کُنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ آپؒ ۳ صفر بروز جمعۃ المبارک ۵۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۱۴ھ میں ستاون ۵۷ برس کی عمر میں فوت ہوئے"

(بارہ اِمام ص ۹۸، ۹۹)

اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کہا کرو "۔

○ شیعوں کے مشہور مُحقّق ، مُفسِّر محمّد بن مُرتَضٰی مذکورہ آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں :

" عَنِ البَاقِرِ عَلَیۡہِ السَّلَامُ قَالَ یَقُوۡلُ : لَا تَقُوۡلُوۡا یَا مُحَمَّدُ وَلَا یَا اَبَا الۡقَاسِمِ ، لٰکِنۡ قُوۡلُوۡا یَا نَبِیَّ اللہِ ، وَ یَا رَسُوۡلَ اللہِ "۔

(کتابُ الصّافی فی تفسیرِ القراٰن ج ۲ ص ۱۸۴)

یعنی امام باقرؒ کہتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو بُلاتے وقت تم یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) اور یا اَبَا الۡقَاسِم نہ کہو بلکہ یَا نَبِیَّ اللہ اور یَارَسُوۡلَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کہا کرو ۔

○ شیعوں کے مشہور شیخ ، مُفسِّر ابو علی فضل بن حسن طَبرسی مذکورہ آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں :

" وَالۡمَعۡنٰی لَا تَقُوۡلُوۡا لَہٗ عِنۡدَ دُعَآئِہٖ یَا مُحَمَّدُ اَوۡ یَا ابۡنَ عَبۡدِ اللہِ ، وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللہِ ، یَا نَبِیَّ اللہِ فِیۡ لِیۡنٍ وَ تَوَاضُعٍ ، وَ خَفۡضِ صَوۡتٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ وَمُجَاھِدٍ وَ قَتَادَۃَ "۔

(مجمع البیان فی تفسیرِ القرآن ج ۴ ص ۱۵۹)

یعنی حضرت ابنِ عبّاس رضؓ ، مُجاہدؒ اور قتادہؒ وغیرھم فرماتے ہیں کہ اس آیت

کا معنیٰ یہ ہے کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بُلاتے وقت تم انہیں یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یاابْنَ عَبْدِ اللّٰہ نہ کہو بلکہ نہایت پست آواز میں نرمی اور عزّت کے ساتھ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ، یَا نَبِیَّ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہا کرو۔"

○ شیعوں کے مشہور مُفسّر علاّمہ السیّد محمّد حسین الطباطبائی مذکورہ آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں :

"اِنَّ الْمُرَادَ بِدُعَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِطَابُہٗ فَیَجِبُ اَنْ یُّفَخَّمَ وَلَا یُسَاوٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ غَیْرِہٖ مِنَ النَّاسِ فَلَا یُقَالُ لَہٗ یَا مُحَمَّدُ وَ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ، بَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ،

(المیزان فی تفسیر القرآن ج ۱۵ ص ۱۶۷)

یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بُلانے سے مُراد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان وعظمت کا خیال رکھّا جائے ، دورانِ گفتگو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دوسرے لوگوں کے برابر نہ سمجھا جائے ، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بُلاتے وقت یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہ نہ کہا جائے بلکہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہا جائے ۔"

○ شیعوں کے مُناظرِ لاثانی جناب مولوی حکیم سیّد مقبول احمد دہلوی نے لکھا ہے :

"تفسیرِ قُمّی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم جناب رسُولِ خدا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور جناب امام محمّد باقِرؒ سے منقُول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یُوں نہ پکارو یا مُحَمَّد اور نہ یوں کہو یَا اَبَا الْقَاسِم بلکہ یَا نَبِیَّ اللّٰہ، یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہہ کر پکارو"

(مقبول ترجمہ والا قرآن مجید ص۷۱۵ حاشیہ نمبر۴)

خلاصۂ مطلب

سُطُورِ بالا میں شیعہ مُفَسِّرِین نے (سورۃُ النُّور کی آیتِ طَیّبہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ الخ کی تفسیر جو رئیسُ المفسّرین حضرت عبد اللہؓ بن عبّاسؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت قَتادہؒ اور اپنے پانچویں امام محمدؒ بن علیؒ بن حسینؓ وغیرھم سے مَروی و مَنقول ہے کے مطابق) اپنا مُتّفقہ فیصلہ (بھی) واضح کر دیا کہ: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حُکم اِرشاد فرما دیا ہے کہ تم جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر بُلاتے ہو، اس طرح رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ان کے نام کے ساتھ یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہہ کر اور ان کی کُنیت کے ساتھ یَا اَبَا الْقَاسِم کہہ کر نہ بلاؤ بلکہ بڑے ادب و اِحترام کے ساتھ اور نہایت پست آواز میں یَا نَبِیَّ اللّٰہ، یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہہ کر بلایا کرو"

؎ تھیں میری اور رقیب کی راہیں جُدا جُدا
آخر کو ہم دونوں درِ جاناں پہ جا ملے

باب پنجم

رَسُولُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کا نام لے کر نِدا کرنی بالکل ممنُوع وحَرام ہے اور یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کہنے والے بے اَدب و گُستاخ ہیں

بریلوی رضاخانی حضرات کی مزید تَسلّی وتشفّی کے لیے ذیل میں ہم "مُشتے نمونہ ازخروارے" ان کے اپنے اکابر علماء مُفسّرین کرام و مُفتیانِ عِظام کے چند حوالجات ہدیۂ قارئین وناظرین کرتے ہیں ،

ع   شاید کہ اُتر جائے اِن کے دِل میں اُن کی بات

اور یہ لوگ ممنُوع اور حَرام کام سے باز آجائیں اور نبی آخِرُ الزّماں، اِمامُ الانبیآء مُحمّد مُصطفٰی ، احمدِ مُجتبٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو یا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بُلانے کی بے اَدبی وگُستاخی سے ہمیشہ کے لیے سچّے دِل سے توبہ کرلیں اور گُستاخیٔ رسُول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کے اِرتکاب سے بچ جائیں، —— لیکن بقول شخصے

ے

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
ضِد ہے جناب شیخ تقدّس مآب میں

امام ابوبکر احمدؒ بن علیؒ حنفی جصاص کا فتویٰ

حنفیوں کے حجۃ الاسلام امام ابوبکر[1] احمدؒ بن علیؒ الرازی الجصاص حنفی المتوفیٰ ۳۷۰ھ رقمطراز ہیں :

"وَقَوْلُهُ تَعَالٰى (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا)

---

[1] آپ کا مختصر تعارف حنفیوں کے مشہور مولوی فقیر محمدؒ جہلمی المتوفیٰ ۱۳۳۴ھ بایں الفاظ رقمطراز ہیں :

احمدؒ بن علیؒ بن حسینؒ رازی المعروف بہ جصّاص ، امامِ زمانہ ، مجتہدِ وقت ، علامۂ عصر ، حافظِ حدیث ، صاحبِ عِفّت و دیانت و زُہد تھے ۳۰۵ھ کو شہر بغداد میں پیدا ہوئے ابوبکر کُنیت تھی بعض علماء نے آپ کو طبقۂ اصحابِ تخریج میں شمار کیا ہے لیکن بعض فُضلاء کہتے ہیں کہ آپ کو اصحابِ تخریج میں شمار کرنا سراسر آپ پر ظلم کرنا ہے اور اس سے بالکل آپ کی کسرِ شان ہے کیونکہ اگر آپ کی تصانیف اور تبحّرِ فِی العُلُوم کا خیال کیا جائے تو شمسُ الائمہ وغیرہ فقہاء جن کو اصحابِ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا گیا ہے آپ کے آگے بمنزلہ شاگردوں کے ٹھہرتے ہیں پس اس صورت میں آپ کیونکر طبقۂ مجتہدین فی المسائل میں نہ شمار کیے جائیں ، وفات آپ کی پینسٹھ سال کی عمر میں یومِ شنبہ ۴ یا ۷ ماہِ ذی الحجّہ ۳۷۰ھ میں بمقام نیشا پور واقع ہوئی ، "رہنمائے دین" آپ کی تاریخِ وفات ہے ،،

(حدائقِ حنفیہ ص ۲۰۳ ، ۲۰۴)

......وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّقَتَادَةُ: اُدْعُوْهُ بِالْخُضُوْعِ وَ التَّعْظِيْمِ نَحْوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَلَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ، كَمَا يَقُوْلُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ"

(احکام القرآن ج ۳ ص ۴۱۵)

یعنی حضرت مجاہدؒ (المتوفی ۱۰۳ھ) اور حضرت قتادہؒ (المتوفی ۱۱۸ھ) وغیرھما نے آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم عام ارشاد فرمادیا ہے کہ تم رسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تعظیم وتوقیر اور عاجزی وانکساری کے ساتھ یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یَانَبِیَّ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر آواز دیا کرو اور یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو (نام لے کر) بُلاتے ہو"

(ب) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى (اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝) وَرُوِيَ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ قَوْمٍ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَوْهُ مِنْ خَارِجِ الْحُجْرَةِ وَقَالُوْا: اُخْرُجْ اِلَيْنَا يَا مُحَمَّدُ، فَذَمَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ"

(احکام القرآن ج ۳ ص ۴۸۹)

یعنی روایت کی گئی ہے کہ بلاشبہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ الخ قبیلۂ بنو تمیم کے افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ لوگ نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حُجرہ کے باہر کھڑے ہو کر انہوں نے کہا اُخْرُجْ اِلَیْنَا یَا مُحَمَّدُ، اے محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہماری طرف باہر تشریف لائیے تو اللّٰہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ ان لوگوں کی مذمّت فرمائی اِرشاد فرمایا کہ جو لوگ آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو حُجروں کے پیچھے سے (اور یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہہ کر) پکارتے ہیں وُہ اکثر (آدابِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ناواقِف اور) بے عَقل ہیں"

مولانا شیخ عبدُالحق حقّانی دہلویؒ کا فتویٰ

حنفیوں کے مشہور فاضلِ اَجلّ، فخر المفسّرین عمدۃ المحدّثین علّامہ شیخ ابو محمّد عبد الحق حقّانی[ا] دہلویؒ المتوفّٰی ۱۳۳۵ھ رقمطراز ہیں:

[ا] شیخ عبدالحق حقّانی دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

اس کتاب میں روایت کو کُتُبِ حدیث سے اور درایت کو اس فَنّ کے علماءِ محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لے کر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلامِ ربّانی کا لوگوں کو سمجھانا تھا اس لیے اس میں ان چند امور کی رعایت کی (۱) اُردو میں اصل مطلبِ قرآن کو واضح کیا (۲) شانِ نُزول بروایاتِ صحیحہ لکھا (۳) آیاتِ احکام میں اوّل مسئلہ مَنصُوصہ کو ذکر کر کے پھر اِختلافِ مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا ——— الخ

(تفصیل مقدمہ تفسیرِ حقّانی ج ا ص ۱۲۸ میں ملاحظہ فرمائیں)

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ ، یہ گیارہواں حُکم ہے ، اس آیت کے معنی میں تین قول ہیں۔

اوّل : یہ کہ رسُول جو تم کو پکارے بُلائے تو ان کے بُلانے کو آپس کے ایک دوسرے کے بُلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہُوا کرو اور تعمیلِ حُکم کیا کرو ،

دوئم : یہ کہ رسُول کی دُعاء کو آپس کی دُعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو ، رسُول جس کام کے صِلہ میں دُعاء دیں تو وُہ دُعاء مُستجاب ہے اور جس کو بددُعاء دیں تو وُہ بھی مقبوُل ہے ، برخلاف عام لوگوں کی دعائیں بددعاؤں کے۔

سوئم : وُہ معنی ہیں جن کو ابو نُعیمؒ نے ابنِ عبّاسؓ سے بطریقِ ضحّاکؒ نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یَا مُحَمَّد ، یَا اَبُوالْقَاسِم نام لے کر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اس کا نام لے کر پکارا کرتا تھا اس پر یہ آیت نازِل ہوئی کہ اس طرح نہ پکارو بلکہ یَا رَسُوْلَ اللّٰه ، یَا نَبِیَّ اللّٰه کہہ کر پکارو "

(تفسیر حقّانی پارہ ۱۸ رکوع ۱۵ ج ۵ ص۲۲۶)

(ب) احمدؒ و ابنِ جریرؒ وبغویؒ وطبرانیؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اَقْرَع بن حابسؓ نے آکر پکارا تھا یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اے محمدؐ باہر آ ، ابو یعلیٰؒ ومُسَدَّدؒ وابنِ راہویہؒ وابنِ مردویہؒ وطبرانیؒ نے نقل کیا ہے کہ عرب کے چند آدمی آئے اور حضرت رسُولِ کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کو باہر سے پکارنے لگے یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ اس پر یہ آیت اُتری ،

اَدب سکھاتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ، کہ اگر وُہ صبر کرتے یہاں تک کہ اے نبی تم ازخود باہر نکل کر ان کے پاس آجاتے تو ان کے لیے بہتر تھا ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اللہ ان کی اس بے اَدبی کو جو جہالت و بے عقلی سے سرزد ہوئی ہے مُعاف کر دے گا اگر وُہ توبہ کریں گے اور اس کے بعد سے پھر کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا "۔

(تفسیر حقانی پارہ ۲۶ سُورۃُ الحجرات آیت ۴، ۵ ج ۶ ص ۲۸۲، ۲۸۳)

اورنگ زیب عالمگیر کے استاد مُلّا جیونؒ حنفی کا فتویٰ

حنفیوں کے مشہور مفسّر قرآن شیخ احمدؒ المعروف بہ مُلّا جیونؒ حنفی المتوفیٰ ۱۱۳۰ھ رقمطراز ہیں :

۳ؔ باب اوّل میں حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمائیں ،

۴ؔ مولوی فقیر محمد حنفی جہلمیؒ آپ کا تعارف بایں الفاظ رقمطراز ہیں کہ :

شیخ احمدؒ المعروف بہ مُلّا جیون صدّیقی امیٹھوی : فقیہ ، محدّث ، اُصُولی ، جامع معقول و منقول ، علاّمۂ وقت ، فہّامۂ عصر اور اورنگزیب عالمگیر کے اُستاد صاحبِ فتویٰ تھے ، آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدّیقؓ خلیفہ اوّل کی طرف مُنتہی ہوتا ہے ۔ آپ قصبۂ امیٹھی میں جو مُضافاتِ لکھنؤ سے ہے پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن حِفظ کیا ، پھر اطراف و اکناف کے علماء و فضلاء سے تلمّذ کیا ۔ آپ بڑے صاحبِ حافظہ تھے

فَقَوْلُهٗ تَعَالٰی (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ) اَیْ لَا تَقِیْسُوْا دُعَآءَہٗ اِیَّاکُمْ عَلٰی دُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا فِیْ جَوَازِ الْاِعْرَاضِ وَالْمُسَاھَلَۃِ فِی الْاِجَابَۃِ وَالرُّجُوْعِ بِغَیْرِ اِذْنٍ ، اَوْ لَا تَجْعَلُوْا نِدَآءَہٗ کَنِدَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا بِاِسْمِہٖ وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِہٖ مِثْلَ یَا اَحْمَدُ، وَیَا مُحَمَّدُ ، وَلٰکِنْ بِلَقَبِہِ الْمُعَظَّمِ مِثْلَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَوْ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَہٗ عَلَیْکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِیْ اَنَّہٗ غَیْرُ مُسْتَجَابٍ مَرَّۃً وَمُسْتَجَابٌ اُخْرٰی فَاِنَّ دُعَآءَہٗ مُسْتَجَابٌ مَسْمُوْعٌ اَلْبَتَّۃَ

(التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ صـ۵۸۰)

اس کا ترجمہ حنفی مترجم مولانا قاری محمد عادل خان اور مولانا محمد فاضل خان

کتابوں کی عبارت کے ورقوں کے ورق آپ کو یاد تھے ، اخیر کو مولانا لطف اللہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں علومِ دینیہ اور فنونِ شرعیہ کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پائی ، عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استادی کے لیے منتخب کیا اور آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا اکیس سال کی عمر میں آپ نے ۱۰۶۹ھ میں تفسیر احمدی کو ان احکامِ فقہیہ کی تشریح میں جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہیں تصنیف کیا ، بعد ازاں حرمین شریفین کی

صاحبان بایں الفاظ رقمطراز ہیں:

○ یعنی رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا تمہیں بُلانا ایسا نہیں جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بُلاتے ہو کہ جی چاہا تو جواب دے دیا جی چاہا جواب نہ دیا جی چاہا تو بُلانے والے کے پاس چلے گئے جی چاہا تو نہ گئے اور بغیر اجازت کے واپس چلے گئے وغیرہ بلکہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا بُلانا بہت اہم اور واجبُ التّعمیل ہے اور اس کی تعمیل نہ کرنا بہت بڑی نافرمانی ہے،

○ اِسی طرح تم رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بُلانا چاہو تو اس طرح مت بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو کہ یا احمد اور یا محمد کے الفاظ کہو، بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بڑے اَدب سے یَا نَبِیَّ اللہ، یَا رَسُوْلَ اللہ یا ایسے اَدب و تعظیم والے الفاظ سے بلاؤ۔

زیارت کو تشریف لے گئے اور مدینہ منوّرہ میں بعض طلباء کی استدعاء سے اٹھاون سال کی عمر میں اُصُولِ مَنار کی شرح نورُالانوار تصنیف فرمائی جو اس زمانہ میں یہاں تک مقبولِ علماء ہوئی ہے کہ درس میں داخل ہے اس شرح کے بعد آپ پچیس سال زندہ رہے ۱۱۳۰ھ میں دارالخلافہ دہلی میں وفات پائی اور آپ کا جسد شریف قصبہ امیٹھی میں جو آپ کا مولد تھا لے جا کر دفن کیا گیا، خورشیدِ اوج " تاریخ وفات ہے "

(حدائقِ حنفیہ صـ ۴۵۴، ۴۵۵)

○ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے حق میں رسُولُ اللّٰہ کی دُعائے خیر یا بددُعا کو ایسا نہ سمجھو جیسا تم آپس میں کسی کو دُعا دو یا بدُعا دو کہ کبھی قبول ہوتی ہے کبھی قبول نہیں ہوتی بلکہ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی دُعا یا بددُعا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اس کی قبولیّت یقینی ہے،

(تفسیرات احمدیہ ج ۲ ص ۶۹۳)

اثری وضاحت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مُحَوّلہ بالا آیت مُبارکہ کے مذکورہ تینوں معانی ہی صحیح اور معقول ہیں اور قرآنِ مجید کے اَلفاظ تینوں کو شامِل ہیں لیکن درمیان والا معنیٰ تو اَئمہءِ مُفَسِّرین صحابہ کرام رض اور تابعینِ عظامؒ سے مَروی و منقول ہے اور مذکورہ آیت کا شانِ نُزُول بھی ہے اس لیے اس کی بڑی اہمیّت اور مرکزی حَیثِیّت ہے، (کَمَا لَا یَخۡفٰی عَلَی الۡعُلَمَآءِ)

نظر نہیں تو میرے حلقہءِ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل

قاضی محمّد ثناء اللّٰہؒ پانی پتی حنفی کا فتویٰ

حنفیوں کے مشہور مُفَسِّرِ قرآن، شیخِ اکمل، بیہقیءِ وقت علاّمہ قاضی محمّد ثناء اللّٰہؒ[ه] پانی پتی حنفی نقشبندی مجدّدی المتوفّٰی ۱۲۲۵ھ رقمطراز ہیں:

ه آپ کا مختصر تعارف حنفیوں کے مشہور مولوی فقیر محمد جہلمیؒ بایں الفاظ قمطراز ہیں کہ:

(ل) وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَاَبُوْ یَعْلٰی بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلٰی حُجُرِ النَّبِیِّ صلعم فَجَعَلُوْا یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی، اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ "

(التفسیر المظہری ج ۹ ص ۴۳)

طبرانیؒ اور ابو یعلیٰ نے حسن سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ارقم

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ : شیخ جلال الدین کبیر اولیائے چشتی کی اولاد میں سے تھے جن کا نسب حضرت عثمانؓ کی طرف منتہی ہوتا ہے، فقیہ، محدّث، محقّق، مدقّق، منصف مزاج، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور فقہ و اصول میں بمرتبۂ اجتہاد پہنچے ہوئے تھے، علم تفسیر وکلام اور تصوّف میں یدِ طولیٰ حاصل تھا، صفائی ذہن و جودتِ طبع و قوّتِ فکر اور سلامتی عقل زائد الوصف حاصل تھی، حدیث کو شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ سے سُنا اور روایت کیا یہاں تک کہ شاہ عبدُ العزیز محدّث دہلویؒ آپ کو بیہقیٔ وقت کہا کرتے تھے اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علومِ ظاہری سے فراغت پا کر علمِ طریقت شیخ محمّد عابد سے اخذ کیا پھر ان کے ارشاد سے مرزا مظہر جانِ جاناں کی خدمت میں پہنچے اور ان کی زبان فیضِ ترجمان سے علمُ الھدیٰ کے لقب سے مُلقّب ہوئے آپ نے ایک کتاب مبسوط فقہ میں مع بیان ماٰخذ و دلائل اور مختار ائمّہ اربعہ کے ہر مسئلہ میں تصنیف کی اور جو کچھ آپ کے نزدیک اقویٰ ثابت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کچھ دیہاتی رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے حُجروں کی طرف آئے اور پکارنے لگے یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) (یَا مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہماری طرف باہر تشریف لاؤ) اس پر آیتِ ذیل نازِل ہوئی (ترجمہ) جو لوگ حجُروں کے باہر سے آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) کو پکارتے ہیں بلاشبہہ ان میں سے اکثر کو عقل نہیں،

(تفسیر مظہری اردو ج ۱۱ ص۲۰)

(ب) ثعلبیؒ نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حجُرول کے باہر سے

ہوا اس کو ایک علیحدہ رسالہ مسمّی بہ ماخذ الاقوی میں تحریر فرمایا اصُول میں بھی آپ نے مختارات تحریر کیں اور ایک بڑی تفسیر مظہری نام تصنیف کی اور اس میں اقوال قدمائے مُفسّرین اور تاویلاتِ جدیدہ کو جو مبدءِ فیاض سے آپ پر وارِد ہوئے جمع کیا اور کئی ایک رسائلِ تصوُّف اور تحقیقِ مَعارِف حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں لکھے علاوہ ان کے آپ کی کُتُبِ مؤلّفہ جو تیس سے زیادہ ہیں شل مالا بدمنہ، تذکرۃ الموتٰی والقبوُر، تذکرۃُ المَعاد، حقیقۃُ الاِسلام، اِرشادُ الطّالبین، شہابِ ثاقب، رسالہ حرُمتِ مُتعہ، رسالہ حُرمتِ سرُود، وصیّت نامہ وغیرہ، تمام نافع ومفید اور مقبولِ خلائق ہیں، وفات آپ کی غُرّہ رجب ۱۲۲۵ھ میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی قرآن شریف کی آیت " فَهُمْ مُكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ نَعِيْمٍ " سے نکلتی ہے،

(حدائقِ حنفیہ ص۴۸۳، ۴۸۴)

رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ کو عُیَینہ بن حصن اور اَقرَعؓ بن حابِس نے پکارا تھا۔ یہی دونوں ستّر آدمیوں کو ساتھ لے کر دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے تھے اس وقت رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ اپنی کسی بیویؓ کے حُجرہ میں آرام فرما تھے دونوں نے پکار کر کہا تھا یَا مُحَمَّدُ اُخۡرُجۡ اِلَیۡنَا یعنی اے محمدؐ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ) ہماری طرف باہر تشریف لاؤ اور ابنِ جریرؒ نے جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اَقرَعؓ بن حابِس نے کہا تھا یَا مُحَمَّدُ اُخۡرُجۡ اِلَیۡنَا اے محمدؐ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ) ہمارے پاس باہر تشریف لاؤ اس پر آیتِ مذکورہ نازِل ہوئی،

(التفسیر المظہری ج ۹ ص ۴۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ

بریلویوں کے اعلیٰ حضرت، عظیمُ البرکت، مجدّدِ دین وملّت، امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی المتوفّٰی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں کہ:

"...... یہاں اس کا بندوبست فرمایا کہ اس اُمّتِ مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کا نام پاک لیکر خطاب کرنا ہی حَرام ٹھہرایا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ "لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا"، رسُول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو" کہ اے زید! اے عمرو!

بلکہ یوں عرض کرو، یارسُولَ اللہ ! یا نبیَّ اللہ ! یا سیدالمرسلین ! یاخاتم النبیین! یا شفیعَ المذنبین ! ،، صلی اللہُ تعالیٰ علیہِ وسلم وعلیٰ آلِکَ اجمعین،
ابو نعیمؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہُ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قَالَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَھَاھُمُ اللہُ عَنْ ذٰلِکَ اِعْظَامًا لِّنَبِیِّہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللہِ یَا رَسُوْلَ اللہِ ،
یعنی پہلے حضور کو یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ ! کہا جاتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ! یارسُولَ اللہ کہا کرتے ،،
بیہقی امام علقمہ وامام اَسود اور ابونُعیم، امام حسن بصری وامام سعید بن جُبیر سے تفسیرِ کریمہ مذکورہ میں راوی لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ یَا نَبِیَّ اللہِ ،،
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا مُحَمَّد نہ کہو بلکہ یا نبیَّ اللہ، یارسُولَ اللہ کہو ،، اسی طرح امام قتادہ تِلمیذ انس بن مالک سے روایت کی رضی اللہُ تعالیٰ عنہم اجمعین ولہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہُ علیہِ وسلم کو نام لے کر نداء کرنی حرام ہے اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے، غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دُعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہُ علیہِ وسلم

نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ،
تاہم اس جگہ یا نبیَّ اللّٰہ یا رسُولَ اللّٰہ کہنا چاہیے، حالاں کہ الفاظِ دُعا میں
حتّی الوسع تغیّر نہیں کی جاتی کَمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ حَدِیْثُ نَبِیِّكَ
الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَ رَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ یہ مسئلہ مہمّہ جس
سے اکثر اہلِ زمانہ غافل ہیں نہایت واجبُ الحفظ "
(تجلّی الیقین بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ المُرْسَلِین ص۳۶، ۳۷)

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی رضا خانی مولویوں کی نظر میں :

پیدائش، تعلیم اور فتویٰ نویسی : بریلوی رضا خانی حضرات کے حضورِ پُرنور، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلِ سُنّت، امامِ طریقت، شیخُ الاسلام و المسلمین، وارثِ علُومِ سیّد المرسلین، نائبِ نبی آخر الزماں، بے مثال اور بے نظیر مجدّدِ اعظم رحمہ مولوی احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری، بریلوی ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جُون ۱۸۵۶ء کو ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ تقریباً ۱۴ سال کی عمر (۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء) میں جملہ عُلُومِ دِینیہ عقلیہ کی تکمیل کر کے مَسندِ اِفتاء پر نُزولِ اِجلال فرمایا اور اپنے مہربان باپ مولوی نقی علی خاں صاحب کو امامت، تدریس، افتاء وغیرہ کاموں سے سبکدوش کر دیا اور فتویٰ

نویسی کا کام شروع کر دیا۔ آپ کے وہبی عُلُوم، ظاہری عُلُوم پر غالِب تھے حتیٰ کہ آپ پچاس علوم میں مہارت رکھتے تھے اور ان تمام فُنُون میں آپ نے ہزار سے زائد کُتُب تصنیف فرمائیں اور بہت سے عُلُوم کو زندہ کیا۔

(پیشِ لفظ عرفانِ شریعت ، وصایا شریف)

زُہد و تقویٰ : بریلوی رضاخانی مولوی حسنین رضاخان صاحب برادر زادہ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ اعلیٰحضرت کے زُہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخِ کرام کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا[۷]۔ عُلُوم میں وہ پایہ پایا اَجِلّہ علماء فرماتے تھے کہ گزشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالِم نظر نہیں آتا۔

(وصایا شریف صـ ۲۴)

---

[۶] وصایا شریف مدائح اعلیٰحضرت مع نغمۃ الروح الشاہ احمد رضاخاں بریلوی اور دیگر کُتُبِ بریلویہ۔

[۷] واضح ہو کہ مذکورہ بالا عبارت وصایا شریف مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ کے آخری صفحہ ۲۴ سے نقل کی گئی ہے۔ اب جو وصایا شریف مکتبہ اشرفیہ منڈی مرید کے والوں نے مع ضمیمہ مولانا لیسین اختر مصباحی شائع کیا ہے، ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کے صفحہ نمبر ۸ پر مذکورہ بالا عبارت میں بد دیانتی کر کے اس طرح تحریف لفظی کی گئی ہے "زُہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سُنا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباعِ سُنّت کو دیکھ کر صحابہ کرام

آپ کی ذات پر فخر: بریلوی رضاخانی مولوی محمد عبدالحکیم مظہری اختر شاہجہان پوری لکھتے ہیں کہ:

آپ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد محترم کے ہمراہ شاہ آلِ رسول مارہروی (المتوفیٰ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) کے دستِ حق پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے، موصوف کو اعلیٰ حضرت کی ذات پر بڑا فخر تھا ایک موقع پر فرمایا اگر باری تعالیٰ بروز حشر پوچھے گا کہ اے آلِ رسول، دنیا سے میرے لیے کیا لائے ہو تو میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار میں دنیا سے تیرے لیے احمد رضا لایا ہوں"

(پیشِ لفظ رسائلِ رضویہ جلد اوّل ص۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی تلمیذِ رحمٰن تھے:

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بریلوی لکھتے ہیں:

"مولانا بریلوی تلمیذِ رحمٰن تھے۔ انہوں نے کسی سے شرفِ تلمذ حاصل نہیں کیا۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ مظہر اتم ہیں۔ علماء میں وہ پایہ پایا کہ اجلہ علماء فرماتے ہیں کہ گذشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا۔" "ان کو" کی جگہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اتباعِ سنت اور "شوق کم ہوگیا" کی جگہ "لطف آگیا" بدل دیا۔ اور باقی خط کشیدہ عبارت کا اضافہ کردیا جو ہر طرح امانت دیانت اور صداقت کے سراسر خلاف ہے۔

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

پھر بھی جو کچھ کہا کہ پرکھنے والوں نے ان کو استادانِ وقت میں شمار کیا۔

(حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص ۱۵۲)

حضور عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے بتانے سے بولنا

بریلوی رضا خانی مولوی محمد صادق قادری رضوی لکھتے ہیں کہ:

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوری کو خواب میں حضور غوث پاک رحؒ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے عرض کیا حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ادر ارشاد ہوا، فرمایا بریلی میں احمد رضا، بیداری کے بعد حضرت میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک پردہ سے پیچھے حضور عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں"

(پیش لفظ عرفانِ شریعت ص ۳)

اعلیٰ حضرت کا لغزش سے محفوظ رہنا

بریلوی رضا خانی مفتی غلام سرور قادری ایم اے اسلامک لاء، ایم اے عربی/ علوم اسلامیہ، پرنسپل دار العلوم غوثیہ رضویہ، مین مارکیٹ گلبرگ لاہور لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی یہ کرامت بھی بہت بڑی کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح اپنی حفاظت میں لے لیا کہ آپ کا قول فعل

لغزش سے محفوظ رہے ہے"

محدّث کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ ہمیں اور ہمارے ساتھ سارے علماء عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ الہند مولانا شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ اور یا محقّقِ اعظم بحرالعلوم مولانا عبدالعلیٰ لکھنوی اور یا پھر اعلیٰ حضرت بریلوی کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولا تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی زبان مبارک اور قلم شریف نقطہ برابر خطا کرے خدا تعالیٰ نے اس کو ناممکن بنادیا ہے۔ (۸)

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ"

(الشاہ احمد رضا بریلوی ص ۱۷۹، ۱۸۰)

---

۸ عصمت خاصۂ انبیآء ہے:

اعلیٰ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوعِ بشر میں عصمت خاصۂ انبیآء ہے۔ نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قولِ ضعیف خلافِ دلیل یا خلافِ جمہور نہ صادر ہوا ہو۔ كُلٌّ مَاْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(حرمتِ سجدۂ تعظیم ص ۹۰)

نتیجہ: اعلیٰ حضرت کے ارشاد مبارک سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نوعِ بشر میں عصمت خاصۂ انبیآء ہے انبیآء کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے سوا

حالتِ بیداری میں زیارتِ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مفتی غلام سرور قادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حالتِ بیداری میں دیکھنے کی سعادت بھی اعلیٰحضرت قبلہ کو حاصل ہوئی چنانچہ ملک العلماء حیاتِ اعلیٰحضرت میں

کوئی شخص خواہ کتنے عالی مرتبے والا ہو معصوم عن الخطاء نہیں ہو سکتا جو معصوم عن الخطاء ہوگا وہ نبی سمجھا جائے گا، تو پھر نتیجہ بالکل واضح ہے کہ بقول مفتی غلام سرور قادری اور کچھوچھوی صاحب اور ان کے سارے علماء عرب و عجم کے ان کے اعلیٰحضرت عصمت خاصۂ انبیآء سے مُتّصف ہو کر منصبِ نبوّت کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

؎ آپ ہی ذرا اپنی اداؤں پہ غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

معصومیّت میں انبیآء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے بڑھ کر:

مشہور بریلوی رضاخانی مفتیٔ اعظم مولوی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:

انبیآء کرام اِرادۃً گناہِ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بُوجھ کر نہ تو نبوّت سے پہلے گناہِ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد، ہاں نسیاناً خطأً صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے بلکہ رب کی طرف سے انہیں متوجہ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ گناہِ صغائر میں ذلیل حرکتوں سے ہمیشہ معصوم کہ نبوّت سے پہلے اور بعد ان سے کبھی بھی ایسی حرکتیں صادر نہیں ہوتیں جو دنائت اور چھچھوندرے پن پر دلالت کریں اور وہ صغائر جو ایسے نہ ہوں،

فرماتے ہیں کہ اعلیٰحضرت نے خود فرمایا "مجھے بیداری میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت ہوئی ہے۔ اور میں نے اِن سر کی آنکھوں سے حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی ہے۔

(الشاہ احمد رضا بریلوی ص۱۰۴)

انبیاء سے صادر ہوسکتے ہیں۔"

(ضمیمہ جاء الحق حصہ اوّل ص۲۷)

واضح ہو کہ جاء الحق کتاب مشہور بریلوی رضاخانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی مصدقہ ہونے کی وجہ سے بریلویوں کی مرکزی کتاب ٹھہرتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بریلویوں کا مرکزی عقیدہ یہ ہے کہ:

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نسیاناً وخطاءً صغیرے اور کبیرے گناہ صادر ہوسکتے ہیں ——"

اور اس کے برعکس ان کے اعلیٰحضرت کی زبان مبارک اور قلم شریف نقطہ برابر خطا کرے خدا تعالیٰ نے اس کو ناممکن بنا دیا ہے۔ گویا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب معصومیت میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی بڑھ کر ہے"

(اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۝)

سچ ہے ؎

وہ بات ان کی نگاہیں بتلائے دیتی ہیں
جسے وہ اپنی زباں سے ادا نہیں کرتے

فلاں کہاں اور کس روز مرے گا؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت کو دیگر علوم کی طرح علم جفر میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ نے اس فن کا ایک قاعدہ ۱۲۹۳ھ میں حضرت سید ابو الحسن احمد نوری میاں سے پڑھا پھر اپنی خداداد ذہانت سے اس میں کمال حاصل کیا۔ آپ علم جفر کے ذریعے لوگوں کو یہ بھی بتا سکتے تھے کہ فلاں کہاں اور کس روز مرے گا۔ چنانچہ ایک نواب کی بیوی شیعہ تھی اور مریضہ تھی۔ اس نے اعلیٰ حضرت سے کہلا بھیجا کہ علم جفر سے میری شفا کی صورت سوچیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ تم سُنّی ہو جاؤ تو میں بتاؤں گا ورنہ نہیں، وہ سُنّی نہ ہوئی۔ پھر کہلا بھیجا کہ میں کب مروں گی اور کہاں مروں گی؟ آپ نے جیسے جواب دیا ویسے ہی ہوا"

(الشاہ احمد رضا بریلوی ص۹۶)

اعلیٰ حضرت کا علم اور ایک اہم اعلان:

خالص الاعتقاد کے ٹائیٹل پر مذکور ہے

حضرت کا علم علم لدُنّی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

آپ اپنے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں

زمانے میں مَیں گرچہ آخر ہُوا * وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خُدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان * کہ اِک شخص میں جمع ہو سب جہان

(حسام الحرمین اُردو مع تمہید ایمان)

یعنی اعلیٰ حضرت فرما رہے ہیں کہ:

حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک اس دنیا میں بڑے بڑے لوگ (انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) تشریف لا چکے ہیں اور میں ان سب کے آخر میں آیا ہوں، لیکن وہ چیزیں لے کر آیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہ لا سکا۔ ایک شخص (احمد رضا خاں صاحب) میں سب جہان کے کمالات جمع کرنا خدا کے نزدیک کوئی اچنبا نہیں ہے۔"

احمد رضا بریلویوں کے لیئے اللہ کی طرف سے ہے:

اعلیٰ حضرت کے ایک خاص مرید مولوی سیّد عبدالرّحمٰن شاہ صاحب وہابیوں کی مذمّت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلِاَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ اللّٰهِ اَحْمَدَ رَضَا [9]

(رماح القہار علی کفر الکفار مع خالص الاعتقاد ص۸)

"یعنی وہابیوں کے دلوں میں بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو بڑھا

---

[9] شاہ صاحب کی پیش کردہ عربی عبارت میں فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا تک تو قرآنی آیت کا ایک حصّہ ہے باقی اس کے ساتھ وَلِاَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ اللّٰهِ اَحْمَدَ رَضَا، شاہ صاحب کا اپنا الہام ہے۔ جسے انہوں نے قرآنی آیت کے ساتھ جوڑ کر قرآنِ مجید میں تحریف لفظی و معنوی کا ارتکاب کر کے

دیا ہے۔اور (جعلی) اہلسنت (بریلوی رضا خانی حضرات) کے لیے (حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مولوی احمد رضا خان صاحب تشریف لائے ہیں "

بریلویوں کو دِل، آنکھیں اور ایمان کِس سے مِلا؟ اور حشر کے دن کِس کے سایہ میں ہوں گے؟

بریلویوں کے مشہور مولوی ایوب علی رضوی، بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ایک خاص مرید سیٹھ عبدالستار اسمٰعیل صاحب رضوی ساکن گونڈل (کاٹھیاوار) کا کلام نقل کرتے ہیں کہ:

؎ دِل ملا آنکھیں ملیں ایمان ملا
جو ملا تجھ سے ملا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مع نغمۃ الرّوح ص۴۲)

؎ حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مع نغمۃ الرّوح ص۴۷)

اپنی جہالت اور گمراہی کا ثبوت فراہم کیا ہے اور اپنے پیر بھائی مرزا غلام احمد حنفی قادیانی کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔

؎

ہماری وضع داری ہے جو ہم خاموش ہیں ورنہ
یہ رہزن ہیں جنہیں تم رہبر کہتے ہو

بریلویوں کا مشکل کشا، داتا، قبر و نشر و حشر میں ساتھ دینے والا اور بگڑی بنانے والا کون؟

مشہور رضاخانی بریلوی مولوی حافظ حکیم نور محمد اعظمی صاحب کہتے ہیں کہ:

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ※ ہو مرا مشکل کشا احمد رضا

میرے بگڑے کام بن جائیں ابھی ※ گر اشارہ ہو ترا احمد رضا

اِک نظر میں کام ہوتا ہے مرا ※ یک نظر سوئے گدا احمد رضا

اِک نظر میں بگڑی بنتی ہے مری ※ یک نظر بہرِ خدا احمد رضا

میں نہ جاؤں تیرے در سے خالی ہاتھ ※ ہو عطا کچھ ہو عطا احمد رضا

تو ہے داتا، اور میں منگتا ترا ※ میں ترا ہوں تو مرا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مع نغمۃ الروح ص ۴۸)

بریلویوں کا ساقیٔ کوثر:

دین و دنیا میں مرے بس آپ ہیں ※ میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا ※ جو دیا تم نے دیا احمد رضا

دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا ※ ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

حشر میں جب ہو قیامت کی تپش ※ اپنے دامن میں چھپا احمد رضا

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے ※ جام کوثر کا پلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مع نغمۃ الروح ص ۴۸)

اعلیٰحضرت کی وفات اور آخری وصیّت :

اعلیٰحضرت کی وفات ۲۵ صفر بروز جمعۃ المبارک ٹھیک جمعہ کے وقت بعد دوپہر ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء کو بریلی میں ہوئی۔ آپ نے وفات سے دو ۲ گھنٹے سترہ ۱۷ منٹ پیشتر یعنی (۱۲ بج کر ۲۱ منٹ پر) آخری وصیت یوں قلمبند کرائی کہ :

"تم سب محبت واتفاق سے رہو، اور حتی الامکان اِتباعِ شریعت[1] نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

(وصایا شریف ص۱۰)

---

[1] واضح ہو کہ شریعت محمدیہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بنیادی طور پر صرف دو چیزوں (کتاب وسُنَّت) پر مشتمل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اجتماعِ عظیم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَااِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابُ اللہِ وَسُنَّۃُ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(مستدرک حاکم ج ۱ ص ۹۳، سننِ کبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۱۱۴)

یعنی اے لوگو! بیشک میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو ہرگز کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے، (وہ چیز) اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ مجید) اور

اس کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سُنّت ہے۔

یہی دو چیزیں کامل و اکمل دین ہے۔ اسی دینِ حق کو پہلے تمام دینوں پر غالب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ختمِ نبوّت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ اسی شریعتِ مطہرہ کے متعلق بریلویوں کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے متّبعین کو وصیّت فرمارہے ہیں کہ "حتیٰ الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو" یعنی شریعتِ مطہرہ جو کتاب و سنّت پر مشتمل عین دینِ حق اور مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ ہے اس پر عمل کرنے میں آپ بریلوی حضرات پر کوئی خاص پابندی عائد نہیں کرتا۔ شریعت کی اتباع حتیٰ الامکان کے درجہ میں ہے۔ ممکن ہو تو کرلو، اور اگر کہیں ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے بالمقابل "جو میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے" ______ گویا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرضِ مطلق جسے ہر فرض کے الفاظ سے ظاہر فرمایا۔ اور دُوسرا فرضِ مقید ہے جسے اہم فرض سے بیان کیا گیا ہے۔ مطلق فرض سے ان کی مُراد شریعتِ مطہرہ ہی ہوسکتی ہے۔ جو حتیٰ الامکان کے درجہ میں مذکور ہے۔ اور مقید فرض سے دین و مذہب احمد رضا خاں بریلوی ہے جو ان کی کتب سے بریلویت کے رنگ میں ظاہر ہے۔ جس پر قائم رہنا ہر فرض (دینِ اسلام شریعتِ محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) سے اہم فرض قرار دیا گیا ہے۔

حاصلِ کلام:

اس سے صاف ظاہر ہوگیا ہے کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین وملّت؛

مولوی احمد رضا خاں حنفی قادری بریلوی کا صحیح وسچا فرمانبردار صرف وُہ شخص ہے جو ان کی آخری وصیت (میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے) پر عمل پیرا ہوگا "۔

سو ہم نے اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب ان کی اپنی مشہور کتاب تجلّی الیقین کے ص ۳۶، ۳۷ سے واضح سے واضح تر کر دیا ہے کہ:

"اس امتِ مرحومہ پر اس نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی، لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو .... ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے" بلفظہٖ

اب ہم دیکھیں گے کہ بریلوی رضاخانی عوام الناس میں بالعموم اور مولویوں میں بالخصوص کون اپنے باپ کا صحیح وسچا فرمانبردار بن کر اپنے اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملّت مولوی احمد رضا خاں حنفی قادری بریلوی کے دین و مذہب پر عمل پیرا ہو کر ہر فرض سے اہم فرض کی ادائیگی بجا لاتا ہے؟ اور نبی محترم، امام الانبیآء، محمّد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بلانے کی بے اَدبی و گستاخی سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اَدب واِحترام اور تعظیم و توقیر بجا لاتا ہے؟

کیوں کہ ؎ رحمتِ حق نے لیا ڈھانپ صدا دے دے کر
کِس اَدا سے کیا اِقرار گنہگاروں نے

حضور ﷺ کا ذاتی نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے

مگر یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ (رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو) کہ اے زید اے عمرو بلکہ یوں عرض کرو یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ آلک اجمعین۔

ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو اس آیت کی تفسیر میں راوی ہیں' قَالَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ' یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَہَاھُمُ اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ اِعْظَامًا لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی پہلے حضور کو یا محمد' یا ابا القاسم کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی۔ جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ' یا رسول اللہ کہا کرتے" بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی ہیں لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ' یا رسول اللہ کہو) اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کی۔ ولہٰذا علما تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے۔ غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا' اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیے۔ حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی

(تجلی الیقین ص ۳۶ کا فوٹو)

مفتی احمد یار خان نعیمی کا مختصر تعارف

مشہور بریلوی رضا خانی مولوی محمد عبد الحکیم شرف قادری آپ کا مختصر تعارف بایں الفاظ رقمطراز ہیں:

"مفتی احمد یار خان ابن مولانا محمد یار خان بدایونی شوال ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء میں محلہ کھیڑہ اوجیانی (ضلع بدایوں) کے دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد فارسی درسیات پر عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے جامع مسجد میں ایک مکتب جاری کیا تھا جس میں طلباء کو تعلیم دیتے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں داخل ہو کر تین سال تک (۱۹۱۶ء تا ۱۹۱۹ء) مولانا قدیر بخش بدایونی اور دیگر اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ اسی زمانے میں بریلی شریف جا کر مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ابتدائی کتب محنت و جانفشانی سے پڑھیں امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ مولانا حافظ بخش بدایونی (ممتحن) نے خاص طور پر ان کی تعریف کی اور انہیں انعام کا مستحق ٹھہرایا۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے بعد مدرسہ اسلامیہ مینڈھو (ضلع علی گڑھ) میں داخل ہوئے اور کچھ عرصہ پڑھا۔ چونکہ اس مدرسہ کا تعلق دار العلوم دیوبند سے تھا اس لئے وہاں سے تعلیم ترک کر کے مراد آباد چلے گئے جامعہ نعیمیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی مردم شناس نگاہوں نے جوہرِ قابل کو پہچان لیا اور خود پڑھانا شروع کیا۔ پھر حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد کانپوری ابنِ استادِ زمن مولانا احمد حسن کانپوری کو مراد آباد بلا کر مفتی صاحب کی تعلیم ان کے سپرد کر دی۔

ایک سال بعد وہ میرٹھ تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب بھی اُستاذِ گرامی کے ساتھ رہے اور ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں درسِ نظامی سے فراغت حاصل کرلی۔ اس وقت آپ کی عُمر ۲۰ سال تھی۔ اس کے بعد آپ نے عملی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ مُراد آباد سے کیا جہاں تدریس کے علاوہ فتوٰی نویسی کا کام بھی کرتے رہے۔ بعدازاں مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ میں ۹ سال تک تدریس اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد ایک سال جامعہ نعیمیہ مُراد آباد اور تقریباً ۳ سال کچھوچھہ شریف رہے پھر مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا سیّد ابوالبرکات کے بلانے پر پاکستان تشریف لائے اور بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ برس دارالعلوم خُدّام الصوفیہ گجرات اور پھر انجمن خُدّام الرسُول میں فرائضِ تدریس انجام دیتے رہے۔ وفات سے چھ ۶ برس قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تصنیف اِفتاء اور تدریس کا کام جاری رکھا۔ پانچ دفعہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ مفتی صاحب کے دو صاحبزادے یادگار ہیں۔

(۱) مشہور خطیب مُفتی مختار احمد صاحب (۲) مولانا مُفتی اقتدار احمد صاحب۔

آپ نے کئی کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جن میں جاء الحق بڑی مشہور رہی۔

آپ قوالی سُننے کے بھی بڑے شوقین تھے۔ ایک دفعہ جب آپ کے اُستاذ مولوی محمد نعیم الدین مرادآبادی نے آپ کو بُلا کر باز پُرس کی اور فرمایا یا تدریس ہوگی یا قوالی۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں تدریس چھوڑ سکتا ہُوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ سُنتے ہی حضرت صدرالافاضل جلال میں آگئے اور فرمایا: "احمد یار خاں! میں تمہیں حُکماً کہتا ہوں کہ قوالی سُننا چھوڑ دو" چنانچہ اس کے بعد آخر دم تک قوالی نہیں سُنی۔ آپ کی وفات ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/ ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء

بروز اتوار کو ہوئی۔ نمازِ جنازہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب نے پڑھائی۔

(خلاصہ تذکرہ اکابرِ اہلسنّت ص۵۴ تا ص۵۹)

مفتی اعظم مولوی احمد یار خان نعیمی کا فتویٰ

بریلویوں کے حکیم الامت مشہور مرکزی مفتی اعظم مولوی احمد یار خان نعیمی المتوفیٰ ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں کہ:

○ "حضور علیہ السلام کو یا محمد یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی بادا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے اور اگر اہانت کی نیّت سے پکارا تو کافر ہے"

(جاء الحق حصہ اوّل ص۱۷۳)

○ قرآنِ کریم فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا، رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر نہ ہو، ....

تفسیر روح البیان زیرِ آیت لَا تَجْعَلُوْا ہے۔

وَالْمَعْنٰى لَا تَجْعَلُوْا نِدَآءَ كُمْ اِيَّاهُ وَتَسْمِيَتَكُمْ لَهُ كَنِدَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا لِاِسْمِهٖ مِثْلُ يَا مُحَمَّدُ وَيَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ بِلَقَبِهِ الْمُعَظَّمِ مِثْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ وَيٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ ،،

معنٰی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کو پکارنا یا نام لینا ایسا نہ بناؤ جیسا کہ بعض لوگ بعض کو نام سے پکارتے ہیں جیسے یا محمد اور یا ابن عبداللہ وغیرہ لیکن ان کے عظمت والے اَلقاب سے پکارو جیسے یَا نَبِیَّ اللّٰہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ جیسا کہ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ ، یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ۔

ان آیاتِ قرآنیہ اور اقوالِ مفسرین و محدثین سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے ندا میں کلام میں ہر ادا میں۔

○ دنیاوی عظمت والوں کو بھی ان کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا ماں کو والدہ صاحبہ باپ کو والد ماجد بھائی کو بھائی صاحب جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اگر کوئی اپنی ماں کو باپ کی بیوی یا باپ کو ماں کا شوہر کہے یا اس کا نام لے کر پکارے یا اس کو بھیّا وغیرہ کہے تو اگرچہ بات تو سچی ہے مگر بے ادب گستاخ کہا جائے گا کہ برابری کے کلمات سے کیوں یاد کیا حضور علیہ السلام تو خلیفۃُ اللّٰہِ الاعظم ہیں ان کو نام سے پکارنا یا بھائی وغیرہ کہنا یقیناً حرام ہے۔ گھر میں بہن، ماں، بیوی، بیٹی سب ہی عورتیں ہیں مگر ان کے نام و کام و احکام جداگانہ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے اور جو ان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے ایسے ہی جو نبی

کو اُمّی یا اُمّیّ کو نبی کی طرح سمجھے وُہ ملعون ہے"
(جاء الحق[۱] حصہ اوّل ص۱۷۴)

○ "خیال رہے کہ اب حضور کو صرف "یَا مُحَمَّد" کہہ کر پکارنا حرام ہے۔ رب فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ یہ (حدیث جبریل علیہ السلام والا) واقعہ غالباً اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا یا فرشتے اس آیت سے علیحدہ ہیں مرقاہ"
(مراٰۃ المناجیح اُردو ترجمہ و شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ا ص۲۵)

---

[۱] واضح ہو کہ اس کتاب کا نام جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ بریلویوں کے حضرت قبلۂ عالم، امیرِ ملت، شیخ المشائخ، قطبُ الوقت، عالمِ ربّانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری المتوفّٰی ۱۳۷۰ھ نے تجویز فرمایا،
(دیباچہ جاء الحق ص۹)
اس طرح یہ کتاب پیر صاحب کی مُصدَّقہ ہو کر بریلویوں کی مرکزی کتاب ٹھہری،
(اثری)

رحم فرمایا اس تو اور تیرے کی حیثیت اور ہے۔

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥

رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجاویں اور تم کو خبر نہ ہو۔

ضبطی اعمال کفر کی وجہ سے ہوتی ہے مدارج جلد اول وصل از جملہ رعایت حقوق اولیت میں ہے مخوانید اورا بنام مبارک او چنانکہ می خوانید بعضے از شما بعض را بلکہ بگوئید یارسول اللہ یا نبی اللہ با توقیر و توضیع یہ نبی علیہ السلام کو ان کا نام پاک لے کر نہ بلاؤ جیسے بعض بعض کو بلاتے ہیں۔ بلکہ یوں کہو یارسول اللہ یانبی اللہ توقیر و عزت کے ساتھ۔ تفسیر روح البیان زیر آیت لَا تَجْعَلُوْا ہے۔

وَالْمَعْنٰى لَا تَجْعَلُوْا نِدَآءَكُمْ اِيَّاهُ وَتَسْمِيَتَكُمْ لَهٗ كَنِدَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بِاِسْمِهٖ مِثْلُ يَا مُحَمَّدُ وَيَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ بِلَقَبِهِ الْمُعَظَّمِ مِثْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ وَيَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ۔

معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کو پکارنا یا نام لینا ایسا نہ بناؤ جیسا کہ بعض لوگ بعض کو نام سے پکارتے ہیں جیسے یا محمد اور یا ابن عبداللہ وغیرہ لیکن ان کے عظمت والے القاب سے پکارو جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ جیسا کہ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول

ان آیات قرآنیہ اور اقوال مفسرین و محدثین سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھا جاوے ندا میں، کلام میں، ہر ادا میں۔

(۲) دنیاوی عظمت والوں کو بھی ان کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا۔ ماں کو والدہ صاحبہ، باپ کو والد ماجد، بھائی کو بھائی صاحب جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اگر کوئی اپنی ماں کو باپ کی بیوی یا باپ کو ماں کا شوہر کہے یا اس کا نام لے کر پکارے یا اس کو بھیا وغیرہ کہے۔ تو اگرچہ بات تو سچی ہے مگر بے ادب گستاخ کہا جائیگا کہ برابری کے کلمات سے کیوں یاد کیا۔ حضور علیہ السلام تو خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں ان کو نام سے پکارنا یا بھائی وغیرہ کہنا یقیناً حرام ہے۔ گھر میں بہن ماں بیوی بیٹی سب ہی عورتیں ہیں مگر ان کے نام و کام و احکام جداگانہ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے اور جو ان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے ایسے ہی جو نبی کو امتی یا امتی کو نبی کی طرح سمجھے وہ ملعون ہے دیوبندیوں نے نبی کو امتی کا درجہ دیا یا ان کے

مولانا نور محمد قادری رضوی کا فتویٰ

بریلویوں کے مشہور اُستاذُ العُلَماء مولانا نور محمد صاحب قادری رضوی "نام پاک کا ادب و احترام" کے زیرِ عنوان رقمطراز ہیں کہ:

(ا) اُمّت پر واجب ہے کہ اپنے پیارے رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نامِ کریم کی عزّت و ادب و احترام کریں کیونکہ خود ربِّ کریم ہم کو ان کے نام کے ادب و احترام کا حکم دیتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا رسولِ پاک کو ایسا نہ پکارو جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو یعنی میرے رسولِ محترم کو یَا مُحَمَّدُ یَا اَحْمَدُ مت کہو بلکہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ، یَا نَبِیَّ اللّٰہ، یَاحَبِیْبَ اللّٰہ اوصافِ جمیلہ اور عُمدہ اَلقاب سے آپ کو یاد کرو، خود رَبُّ العِزّت جَلَّ وعلاَ نے اپنے حبیبِ پاک کو اچھے اَلقاب سے بُلایا کہیں فرمایا یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کہیں فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ کہیں فرمایا یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ،

(مواعظِ رضویہ حصّہ چہارم صـ ۱۶۲)

(ب) فضیلت کی وجہ آخر کے زیرِ عُنوان لکھتے ہیں کہ:

زمانہ انبیائے سابقین کے کفّار تو بجائے خود رہے ماننے والے اپنے اپنے نبی کو اس کا نام لے کر پکارتے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ اَسباط نے کہا یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ھَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ مگر قربان جائیے حبیبِ خدا کی عظمتِ شان پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام لیواؤں کو اپنا

۶ :۔ جس کے بچے ہو کر مرجاتے ہوں۔ اگر وہ یہ عزم کرے کہ اب کی دفعہ میں اپنے بچے کا نام محمد رکھوں گا تو انشاء اللہ العزیز اس نام کی برکت سے وہ بچہ زندہ رہے گا۔ اور اس کی عمر دراز ہوگی۔ چنانچہ حضرت جلیلہ بنت عبدالجلیل فرماتی ہیں۔

کہ روزے با مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا فرزند میشود ولیکن در طفولیت میرد مرا بچہ امر میفرمائی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ایں نوبت کہ ترا حمل آید برخود التزام نمائی کہ آں فرزند را محمد نام کنی کہ امید چنانم کہ آں فرزند عمر دراز یابد و در نسل او برکت بود۔ چناں کردم و آں فرزند من زیست و در بحرین کہ موضع است اکنوں ہیچ قبیلہ از فرزنداں او بیشتر نیست۔

(معارج النبوت رکن دوم صفحہ ۴۲)

ایک دن میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ۔ میرا بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن بچپن میں ہی مرجاتا ہے۔ مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا کہ اس دفعہ جب تو حاملہ ہو جائے۔ اپنے اوپر لازم کرے کہ اس بچہ کا نام محمد رکھوں گی۔ مجھے امید ہے کہ اس بچہ کی عمر لمبی ہوگی اور اس کی نسل میں برکت ہو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو میرا بچہ زندہ رہا اور بحرین میں جو موضع ہے اب کوئی قبیلہ اس کی اولاد سے زیادہ نہیں۔

نام پاک کا ادب و احترام

امت پر واجب ہے کہ اپنے پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کریم کی عزت و ادب و احترام کریں۔ کیونکہ خود رب کریم ہمکو ان کے نام کے ادب و احترام کا حکم دیتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ رسولِ پاک کو ایسا نہ پکارو جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یعنی میرے رسول محترم کو یا محمد یا احمد مت کہو۔ بلکہ یارسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ اوصاف جمیلہ اور عمدہ القاب سے آپ کو یاد کرو۔ خود رب العزت جل وعلا نے اپنے حبیب پاک کو اچھے القاب سے بلایا۔ کہیں فرمایا یَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ۔ کہیں فرمایا یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ۔ کبھی فرمایا یَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔ یَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ قرآن پاک میں صرف چار مقاموں پر آپ کا نام ذکر فرمایا۔ مگر ساتھ ہی اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔

(مواعظِ رضویہ حصہ چہارم صـ ۱۶۲ کا فوٹو)

حبیب خدا کی عظمتِ شان پر کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے نام لیوا ؤں کو اپنا حکم سنا کر آگاہ کر دیا کہ خبردار میرے حبیب کو ان کا نام لیکر کوئی نہ پکارے۔ نام سے بلانا۔ پکارنا ہی امت پر حرام قرار دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ (پارہ ۱۸ سورت نور)

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یعنی اے زید۔ اے عمر بلکہ ادب سے پکار و اور یوں کہو یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اگر کوئی نام لے کر پکارے تو بے ادب و گستاخ شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ خود خالق و مالک و بادشاہ حقیقی نے حضور کا نام لے کر نہیں پکارا تو غلام کی کیا مجال کہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو نام پاک سے پکارے۔

مسئلہ جن روایتوں میں یا محمد کا لفظ آجائے تو وہاں یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیئے۔ اور دیکھو کہ اللہ تعالےٰ جب پہلی امتوں کو ندا فرماتا ہے تو یَآ اَیُّھَا الْمَسٰکِیْنَ فرماتا ہے۔ توراۃ شریف میں جا بجا یہ لفظ ارشاد ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے یا بنی اسرائیل وغیرہ۔ مگر اس اُمّتِ مرحومہ کے لئے اپنے حبیب کے صدقہ میں عمدہ خطاب اور شیریں ندا اختیار فرمائی۔ اور فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی اے ایمان والو۔ امتی کے لئے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔ واقعی سچ ہے۔ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ محمد مصطفےٰ کی پیروی کرو۔ اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

(مواعظِ رضویہ حصہ چہارم صہ ۱۰۶ کا فوٹو)

حُکم سُنا کر آگاہ کر دیا کہ خبردار میرے حبیب کو ان کا نام لے کر کوئی نہ پکارے نام سے
بُلانا پکارنا ہی اُمّت پر حرام قرار دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَا
تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ،
(پارہ ۱۸ سورت نور) (رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک
دوسرے کو پکارتے ہو) یعنی اے زید، اے عمر بلکہ اَدب سے پکارو اور یوں کہو
یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ، یَا نَبِیَّ اللّٰہ ، یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ، یَا خَاتَمَ
النَّبِیِّیْنَ ، یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اگر کوئی نام لے کر پکارے تو بے اَدب و گستاخ شمار کیا جائیگا
کیونکہ خود خالق و مالک و بادشاہ حقیقی نے حضور کا نام لے کر نہیں پکارا تو غلام کی
کیا مجال کہ اپنے آقا و مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نامِ پاک سے پکارے"
(مواعظِ رضویہ حصّہ چہارم ص ۱۰۶)

مولانا محمد صالح نقشبندی قادری چشتی کا فتویٰ

بریلویوں کے مشہور علامہ ابو البشیر مولانا محمد صالح نقشبندی قادری چشتی رقمطراز
ہیں کہ:
"...... لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کی تعظیم و توقیر کے لیے اُمّتِ
محمدیہ کو ان کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا چنانچہ سورۂ نور رکوع ۹ میں
ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ
بَعْضًا ط یعنی مسلمانو! رسول کے بُلانے کا وہ طریقہ اختیار نہ کرو جیسے

آپس میں تم میں ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے تفسیر دُرِّ منثور میں مرقوم ہے کہ ابو نُعیم رح،
عبداللہ بن عبّاس رضیَ اللّٰہُ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہے کہ
پہلے لوگ رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم کو یا مُحمَّد یا اَبا
القَاسِمِ (یعنی بحسب عُرف صرف نام وکُنیت کے ساتھ) کہہ کر بلاتے تھے،
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی خاطر نام سے پکارنے کو منع فرمایا تب سے صحابہ
کرام رض نے یَا نَبِیَّ اللّٰہ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنا شروع کیا مقصود یہ کہ عجز و نیاز کے ساتھ
پکارا کریں، جس سے حضرت صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم کی تعظیم وتکریم ظاہر ہو۔
دیکھئے اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم کا نام لے کر پکارنا بھی سخت
ناگوار گزرا اور کہا کہ میرے محبوب کا نام لینا بھی بے ادبی میں داخل ہے۔ علماء کرام
فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم کا نام مبارک لے کر پکارنا نہ صرف
منع ہے بلکہ حرام ہے،

واقعی انصاف یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم
کو نام لے کر نہ پکارے تو غلام کی کیا مجال ہے کہ آقا کا نام لے کر پکارے۔
(منہاج[12] القبول فی آداب الرّسول صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم ص ۴۸، ۴۹)

---

[12] ناشرِ کتاب ھٰذا مولوی محمد اشرف حنفی مجدّدی سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں:
" زیرِ نظر کتاب منہاج القبول میں قرآن وسنّت اور بزرگانِ دین کی تعلیمات سے
حضور اقدس صلَّی اللّٰہُ علَیْہِ وَسلَّم کی تعظیم وتوقیر، قرآن وحدیث اور علماء و
مشائخ کے آداب کے صحیح طریقے بیان کیے گئے ہیں اس موضوع پر اردو زبان میں ایسی جامع

(ب) آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو گھر میں آواز دینے کی مُمانعت کے زیرِ عنوان رقمطراز ہیں :

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو جب کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہوں تو آواز دینا ممنوع قرار پایا چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ سورۂ حُجُرات رکوع ۱ میں ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) یعنی جو لوگ کہ تجھ کو حُجروں کے باہر پکارتے ہیں وُہ اکثر بے وقوف ہیں اور اگر وُہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو اُن کی طرف از خود نکلتا تو ان کے حق میں بہتر تھا،

کتاب نظر سے نہیں گزری "

(عرضِ ناشر منہاج القبول صہ ۵)

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

واضح ہو کہ ناشرینِ کتاب ھٰذا رضاخانی مولوی حافظ محمد اشرف حنفی مجدّدی اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی حافظ محمد اکرم حنفی مجدّدی، مالکانِ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ نے یہود یانہ تحریف کر کے کتاب کے اندرونی ٹائیٹل پر دائیں طرف یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اور بائیں طرف یَا اَحۡمَد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم چھاپ کر اپنی بددیانتی، بدباطنی، ڈھٹائی اور بے شرمی کا زبردست اظہار فرما دیا ہے جبکہ مصنّف یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) کہنے کو ممنُوع اور حرام اور بے ادبیٔ رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) قرار دے رہا ہے جیسا کہ زیرِ نظر عبارت سے صاف ظاہر ہے ـــــــ یہ ہے رضاخانی، مجدّدی مولویوں کی دیانت وصداقت اور ناشرینِ کتبِ دینیہ کا فریضۂ تبلیغ جسے وُہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ

اس آیت کا شانِ نزول مفسرین یوں تحریر فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ملنے کی غرض سے مکان پر دوپہر کے وقت آئے آپ اس وقت سو رہے تھے ان لوگوں نے اس طرح پکارنا شروع کیا کہ اے مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ذرا باہر آؤ تب ان کے بارے میں یہ آیت نازِل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے، ــــــ یہ تعلیم ادب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ کوئی شخص حاکمِ وقت اور بادشاہ کو اُن کے مکان سے اپنی غرض کے واسطے نہیں پکار سکتا جب تک وُہ خود بخود دربار میں نہ آئے ایسی ہی رسالت کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے ،، دیکھئے اس آیت میں جن لوگوں نے حضور

سرانجام دے رہے ہیں ــــــ بقول قادری صاحب :

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

اسکے علاوہ بھی انہوں نے "المكتبة العلمية بالمدينة المنورة" کی چھپی ہوئی عربی کتاب "القول البديع" کا فوٹو لے کر اسے چھوٹے سائز میں چھاپا تو اسکے ابتداء میں كلمة الناشر کے زیرِ عنوان مضمون کے آخر پر "المكتبة العلمية بالمدينة المنورة" نام کاٹ کر یہاں پر "لا ثانی کتب خانہ سیالکوٹ" نام لکھ کر صرف علمی سرقہ کی بدترین مثال ہی قائم نہیں کی بلکہ اپنی جہالت کا زبردست اظہار بھی فرما دیا ہے ،،

دُور ہوں لیکن بتا سکتا ہوں ان کی بزم میں
کیا ہوا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے

علیہ السّلام کے باہر آنے کا انتظار نہ کر کے پکارنا شروع کیا ان کی نسبت ارشاد ہوتا ہے اَکۡثَرُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ یعنی وہ بے عقل ہیں،
(آدابِ رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم ص۵۷)

مولانا اِفتخار احمد قادری کا فتویٰ

مشہور رضاخانی مولوی اِفتخار احمد حنفی قادری رقمطراز ہیں کہ:
"رَسُوۡلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو یَا مُحَمَّد یَا مُحَمَّد کہہ کر پکارنے والوں کی رب تعالیٰ مذمّت کرتے ہوئے فرماتا ہے:
(ترجمہ) یقیناً جو آپ کو حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اگر وہ اتنا صبر کرتے کہ آپ باہر نکلتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔
(پ۲۶ حجرات ۴، ۵)
قبیلہ بنی تمیم کا ایک وفد عین دوپہر کے وقت رَسُوۡلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ملنے پہونچا آپ مکان شریف کے اندر آرام فرما رہے تھے انہوں نے حُجروں کے باہر سے یَا مُحَمَّد یَا مُحَمَّد کہہ کر پکارنا شروع کر دیا حضور باہر تشریف لائے مگر خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ایسی بے ادبی گوارا نہ فرمائی اور ایسا سخت حُکم نازل فرمایا کہ ایسا کرنے والے بے عقل ہیں اور پھر ادب کی تعلیم دی کہ جب لوگ درِ دولت پر پہنچیں تو آپ کو آواز نہ دیں اور آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کریں"

رب تعالیٰ ایک مقام پر اپنے محبوب کا ادب اس طرح ارشاد فرماتا ہے :

"تم رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو،" (پ۱۸ نور ۶۳)

(مقدمہ صحابہ رضی کا عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۲۰)

علامہ سید محمود احمد رضوی کا فتویٰ

مشہور بریلوی رضاخانی علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی لاہوری "حضور کو عام لوگوں کی طرح پکارنا حرام ہے" کے زیرِ عنوان رقمطراز ہیں کہ :

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

ترجمہ : رسولِ کریم کو ایسے نہ مخاطب کرو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں لوگ حضور کو یَا مُحَمَّد یَا اَبَا الْقَاسِم کے الفاظ سے پکارا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تعظیم و توقیر کے لئے اس طرح پکارنے سے منع فرمایا تب سے صحابہ کرام حضور کو یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ سے خطاب کرنے لگے ____

اس آیت سے واضح ہوا کہ حضور کا نام لے کر ندا کرنی یا حضور کا تحریر و تقریر میں عام انسانوں کی طرح ذکر کرنا ممنوع و حرام ہے حضور کو جب پکارا جائے یا حضور کا ذکر کیا جائے تو عظمت و احترام کے ساتھ معزز القابات سے آپ کا ذکر کرنا لازم و واجب ہے"

(مقامِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ص۸۱)

علاّمہ مفتی محمد خان قادری کا فتویٰ

بانیٔ تحریک منہاج القرآن علاّمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے رفیقِ خاص جامعہ اسلامیہ منہاجُ القرآن کے مفتی محمد خان قادری صاحب سگِ دربارِیراں، نے ڈاکٹر پروفیسر علاّمہ خلیل ابراہیم ملاّ خاطر کی مشہور کتاب " عظیم قدرہ و رفعة مکانته عند ربه " کے ترجمہ ' امتیازاتِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ' میں

" آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کا نام لے کر بُلانے سے منع فرمایا" کے زیرِعُنوان بحوالہ تفسیر ابنِ کثیر لکھا ہے کہ، " اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ واضح کرتے ہوئے اُمّت کو آپ ﷺ کے اَدب و احترام کا حُکم دیا اور فرمایا تم میں سے کوئی بھی شخص آپ ﷺ کا نام لے کر نہ بلائے بلکہ آپ ﷺ کے اَوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہے یَارَسُوۡلَ اللّٰہ یَا نَبِیَّ اللّٰہ ! اس طرح کا حُکم سابقہ انبیآءِ علیہم السّلام کے بارے میں ان کی اُمتوں کو نہیں دیا گیا ارشادِ باری تعالیٰ ہے : لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا پیارے رسول ﷺ کو اس طرح نہ بلایا کرو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو حضرت ابنِ عبّاس، مجاہد اور سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ لوگ آپ ﷺ کو یَا مُحَمَّد یَا اَبَا الۡقَاسِم کہہ کر پکارتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عظمت کے پیشِ نظر ایسا کرنے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ آپ کو یَا نَبِیَّ اللّٰہ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ کہہ کر پکارا جائے "

(امتیازاتِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ص ۶۵، ۶۶)

۱۳ؔ زیرِ نظر کتاب کا باب اوّل حاشیہ نمبر ۵ ملاحظہ فرمالیں "

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا فتویٰ

بریلویوں کے مشہور خطیبِ اعظم پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُمّت کو حکم دیا: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا کہ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے یعنی جب آپ کو پکارا جائے تو عام لوگوں کی طرح ذاتی نام سے یَا مُحَمَّدُ یَا اَحْمَدُ کہہ کر نہ پکارا جائے بلکہ ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ یَا نَبِیَّ اللہِ یَا رَسُوْلَ اللہِ یَا حَبِیْبَ اللہِ یَا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہہ کر پکارا جائے۔"

(الذکر الجمیل ص۱۳)

بحر العلوم مفتی عبد المنّان اعظمی کا فتویٰ

بریلویوں کے بحر العلوم مشہور مفتی عبد المنان صاحب اعظمی، آیت لَا تَجْعَلُوْا کے ذیل میں تفسیر ابنِ جریر، تفسیر غرائب القرآن، جلالین، بیضاوی، خازن، مدارک، تفسیر ابنِ عبّاس، احمدی اور تفسیرِ کبیر وغیرہ کی عبارات پیش کرنے کے بعد تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدُوْیَہٖ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ، یَا اَبَا الْقَاسِمِ، فَنَھَاھُمُ اللہُ عَنْ ذٰلِکَ بِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ لَا

تَجْعَلُوْا اِعْظَامًا لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ وَالْحَسَنِ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ،

(تفسیر روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵)

ابنِ ابی حاتمؒ نے اور ابنِ مَرْدُوَیہؒ اور ابو نُعیمؒ نے دلائل میں ابنِ عَبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگ حضور کو یَا مُحَمَّد، یَا اَبَا الْقَاسِم کہتے تو اللہ پاک نے لوگوں کو اس سے روک دیا یہ آیت نازِل فرما کر، اس میں حضور کی تعظیم ملحوظ ہے تو یَا رَسُوْلَ اللّٰه یَا نَبِیَّ اللّٰه کہنا چاہیے اور ائمۂ تفسیر میں قتادہؒ، حسنؒ، سعیدؒ بن جُبیرؒ اور مجاہدؒ کا یہ قول مَرْوی ہے،

(نِدائے یَارَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ص ۴۵ تا ص ۴۸)

علّامہ احسانُ الحق فیصل آبادی کا فتویٰ

بریلویوں کے فقیہُ العصر، عاشقِ مدینہ فاضلِ نگینہ مولانا علّامہ الحافظ محمد احسانُ الحق صاحب فیصل آبادی تفسیر قُرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

"پارہ ۱۸ میں ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں سعیدؒ بن جُبیرؒ اور مجاہدؒ نے کہا: قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ رِفْقٍ وَّلِيْنٍ وَلَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ بِتَجَهُّمٍ، جس طرح تم ایک دوسرے کو اس کا نام لے کر گرج دار لہجہ میں پکارتے ہو اس طرح پیغمبرِ اسلام علیہ السلام

کو نہ پکارو بلکہ آپ کی صِفات عالیہ کا ذکر کر کے نرمی کے ساتھ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہا کرو۔

(نعرۂ رسالت پر اجماعِ اُمّت ص۳، ۴)

مولوی سیّد محمد متین ہاشمی کا فتویٰ

مشہور مترجم مولانا سید محمد متین ہاشمی ایم اے لکھتے ہیں کہ:

"صحیح بات یہ ہے کہ یَا مُحَمَّد کہہ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نہ آپ کی حیات میں پکارنا جائز تھا اور نہ آپ کی وفات کے بعد پکارنا جائز ہے یہ سخت گستاخی اور بے اَدبی کی بات ہے کہ آپ کو نام لے کر پکارا جائے، قرآنِ کریم میں ہے، لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (نور ۶۳) "یعنی آپس میں جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نہ پکارا کرو"،

یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آدمی نہ اپنے والِد کو اس کا نام لے کر پکارتا ہے نہ اُستاد کو اس لیے کہ یہ اَدب کے خلاف ہے اور کسی کا باپ یا استاد اس بات کو پسند نہیں کرے گا تو کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ہمارے ماں باپ آپ پر قربان) والِد اور استاد سے بھی نَعُوْذُ بِاللّٰہ کم درجے کے ہیں کہ آپ کا نام لے کر آپ کو پکارا جائے......

یہ جو آج کل عمارتوں، کیلنڈروں اور اشتہارات پر یَا مُحَمَّد لکھا جاتا ہے یہ بھی درست نہیں ہے اس میں آپ کی شان میں بے اَدبی اور گستاخی ہے"،

(حاشیہ نمبر۱ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُردو ج۲ ص۱۱۶)

مولانا چوہدری محمد سرفراز خاں کا فتویٰ

مولانا چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب حنفی رقمطراز ہیں:

"میں حیران ہوں کہ اگر ان حضرات کو ایسا کہنے سے خدا کے حکم کے مطابق روکا جائے تو فوراً فتوے وہابی کا لگ جاتا ہے، میں پوچھتا ہوں کیا یہ سب حضرات جن کی تفاسیر کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہابی تھے؟ ان میں تو صحابہؓ، تابعینؒ اور بے شمار صلحاءِ امت شامل ہیں۔ لہذا یا محمد کہنے والا ہی بے ادب اور گستاخ ہے میری دعا ہے کہ خدا ان لوگوں کو توبہ کی توفیق دے کیونکہ یہ خدا کے حکم اور صحابہؓ کے عمل سے واقف نہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر یعنی یا محمد کہہ کر پکارنا حرام ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہیں ایسا نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کے اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں اور پتہ بھی نہ چلے اور وہ عذاب میں مبتلا ہوں، خدا کی قسم میں تو ان بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ وما علینا الا البلاغ

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے!
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

(یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بے ادبی ہے ص۱۰)

شاعرِ اسلام عبداللطیف گجراتی کا کلام

مشہور شاعرِ اسلام مستری عبداللطیف گجراتی فرماتے ہیں:

نبیاں دے سردار نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نوں رب دتی سرداری اے
لے کے نام اونہاں نوں شدناں ایہہ کی برخورداری اے

یا اٰدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یا مُوسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہہ کے اللہ پاک بُلا یا اے
پورے وچ قرآن نہ کِدھرے یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) آیا اے
توں کیوں آکھیں یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کیوں تیری مت ماری اے
نبیاں دے سردار نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نوں رب دِتّی سرداری اے

(اَیضاً ص۸)

حاصلِ کلام:

سُطُورِ بالا میں (نُصُوصِ قرآنیہ اور تفسیرِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اَحادیثِ صحیحہ وصریحہ، اَقوالِ صحابہ کرامؓ وتابعینِ عظامؒ اور دیگر کئی مشہور محدثین ومفسّرینِ کرامؒ کے واضح اور ٹھوس حوالجات جیسا کہ گذشتہ صفحات میں مفصّل طور پر گزر چکا ہے کے علاوہ) بریلوی رضاخانی حضرات کے سوادِ جن اکابر علماء مفسّرینِ کرام ومفتیانِ عظام کی واضح اور روشن تر عبارات سے یہ امر بالکل واشگاف اور ہویدا ہو گیا ہے کہ:

○ نبیِ آخر الزماں، اِمام الانبیاء مُحَمَّد مُصطفٰی احمد مجتبٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر نداء کرنی یعنی یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کہنا بالکل ممنوع وحرام ہے۔

○ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام لے کر بُلانے والوں کی اللہ تعالیٰ نے بڑی زبردست مذمّت فرمائی ہے اور اظہارِ ناراضگی فرماتے ہوئے ان کو آدابِ نبوی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) سے ناواقف، بے عقل وبے وقوف اور بے اَدب و گستاخِ رسول (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) قرار دیا ہے اور آئندہ کے لیے ایسی

بے ادبی و گستاخی سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے ،

○ اور یہ بات بھی بالکل واضح ہو گئی ہے کہ جب رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے حُجرہ (آرام گاہ) میں آرام فرما ہوں تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو باہر سے آوازیں دے کر بُلانا (خواہ یَا رَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) یَا نَبِیَّ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے پیارے القاب کے ساتھ ہی بلادیں تو بھی آدابِ مُصطفیٰ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے سراسر خلاف ہے کیونکہ اِرشادِ باری تعالیٰ " وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۃ الحجرات آیت : ۵) (یعنی اور اگر وُہ لوگ صبر اور انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) خود باہر ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے) میں خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر اور انتظار اس وقت تک کرنا چاہیے جب تک کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود باہر ان کے پاس تشریف لائیں

○ اور یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا باہر تشریف لانا کسی دوسری ضرورت سے ہو تو اس وقت بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اپنے مطلب کی بات کرنا مناسب نہیں بلکہ اس کا اِنتظار کریں کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی طرف متوجہ ہوں اس وقت بات کریں۔

○ اور یہ حُکم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دنیاوی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے جاری و ساری ہے جس سے صاف ظاہر

ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی قبر مبارک میں قیامت تک کے لیے آرام فرما ہیں اور باہر تشریف لانے کا کوئی پروگرام نہیں ہے تو پھر باہر سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بُلانا اور پھر نام لے کر آواز دینی اللّٰہ تعالیٰ کے حُکم کی کھُلی نافرمانی ہے جو کہ بالکل ممنوع و حرام ہے اور رسُولُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی بڑی بے ادبی اور گُستاخی ہے جو اہلِ ایمان کا شیوہ ہرگز نہیں ہے۔

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (سورۃ البقرۃ: ۱۳۰)

بہار کے موسم بہار ہی ابلتی ہے
مزہ تو جب ہے خزاں میں بہار پیدا کر

جب صُورتِ احوال یہ ہے تو پھر صحابہ کرامؓ سے ندائے یا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ثُبُوت پیش کرنا[1] چہ معنی دارد؟

کیا صحابہ کرامؓ ہٹ دھرم اور بے ادب و گُستاخِ رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تھے اور ممنُوع و حرام کام کا اِرتکاب کیا کرتے تھے؟

آپ ہی ذرا اپنے جور و جفا کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

---

[1] جیسا کہ بعض بریلوی رضاخانی مولوی صاحبان پیش کرتے ہیں جن کے مفصّل و مدلّل جوابات ناظرین و قارئین حضرات زیرِ نظر کتابچہ کے دوسرے حصّہ میں ملاحظہ فرمائیں گے (اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز)

دراصل کچھ روایات میں صحابہ کرامؓ سے ندائے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ثبوت ملتا ہے ـــــ وہ روایات یا تو سنداً ز بردست ضعیف ہیں ـــــ یا پھر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر بلانے کی ممانعت والی آیات کے نازل ہونے سے پہلے کی ہیں جو محولہ بالا آیات سے منسوخ ہیں ـــــ یا پھر آداب نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ناواقفیت اور عدم علم کی بنا پر ایسا ہوا ہے جو کسی طرح بھی قابل عمل نہیں ہو سکتا ـــــ جیسا کہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرفؒ نووی المتوفی ۶۷۶ھ نے حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت جس میں ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں عرض کی یا محمد اتانا رسولك الحدیث کے ذیل میں لکھا ہے :

"قَالَ الْعُلَمَاءُ لَعَلَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاسْمِهٖ قَبْلَ نُزُوْلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا) عَلٰى اَحَدِ التَّفْسِيْرَيْنِ، اَىْ لَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ بَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ، يَا نَبِىَّ اللهِ، وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاٰيَةِ وَ لَمْ تَبْلُغِ الْاٰيَةُ هٰذَا الْقَائِلَ"

(شرح نووی صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰)

ـــــ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مرسل حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے فرشتے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

اس حکم سے مُستثنیٰ ہیں وُہ آپس میں ایک دوسرے کو جس طرح چاہیں بُلائیں کوئی مانع نہیں ـــــــ اور اللہ تعالیٰ خود حاکم علی الاِطلاق ہے وُہ اپنے بندوں کو جس طرح چاہے بُلائے اسے ہر طرح کا اختیار اور حق حاصل ہے۔

اور باقی کسی صحیح حدیث میں اکابر صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ اور دیگر تعلیم یافتہ خادموں میں سے بعد از اسلام وتعلّمِ آداب، رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان کے نام کے ساتھ یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بُلانا ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو بھی جائے جوکہ ناممکن ہے تو پھر بھی دلیل نہیں بن سکتا کیوں کہ مخالفِ قرآن واَحادیثِ صحیحہ وصریحہ ہونے کی وجہ سے مَردُود ٹھہرے گا اور کسی صحابی رضؓ کی طرف مخالفِ قرآن وحدیث کا انتساب کتنا بڑا جرم ہے۔ (فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ) ؎

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ
فکرِ چمن ہے مجھے غمِ آشیاں نہیں

ہاں یہودی، عیسائی مُشرکین وکفّارِ مکّہ، مُنافقین اور اعراب وغیرھم رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یَا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کہہ کر بُلایا کرتے تھے جیسا کہ کُتُبِ اَحادِیث میں مذکور ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۱، ۱۰۲۱، ۱۱۰۲، ۸۶۴، مسلم ج ۱ ص ۳۰، ۱۲۶، ۳۳۷، ۳۴۰، ۴۴۵، ج ۲ ص ۳۰۳، ۴۱۹، ۱۰۹، ۴۴، ۹۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۷، ۲۵۶، ۳۴۶، ۳۰۹، ۴۸۲، ۲۳۹، ۳۰۸، تفسیر درِّ منثور ج ۲ ص ۳۷، ج ۴ ص ۱۹۹، ج ۵ ص ۳۳۴)

ع کبھی فُرصت میں سُن لینا بڑی ہے داستان اُن کی،

بہرحال ہمیں ان لوگوں کی مُشابہت اِختیار کر کے " مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ "، حدیثِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سننِ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۳، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰، ۹۲، مشکوٰۃ رقم: ۴۳۴۷ واسنادہٗ حسن) کا مِصداق بننے اور ممنوع و حرام کام کا اِرتکاب کر کے بے ادب و گستاخِ رسُول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بننے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ ○ اٰمِيْنَ ○ ثُمَّ اٰمِيْنَ ○

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے "نِدائے یا مُحَمَّد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی تحقیق" کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(سورۃ الانعام: ۱۱۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(سورۃ یونس: ۱۰)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(سورۃ الصّٰفّٰت ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲)

ماٰخذِ کتاب

کتابچہ ھٰذا کی تالیف و ترتیب میں مندرجہ ذیل کُتُب سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

کتاب	مصنف		سنِ وفات
۱۔ قرآن مجید	تَنزِیلٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِینَ		ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ
۲۔ تفسیر ابنِ راھویہ	امام اسحاقؒ بن ابراھیمؒ	المتوفّٰی	۲۳۸ھ
۳۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن	امام ابوجعفر محمدؒ بن جریرؒ طبری	〃	۳۱۰ھ
۴۔ تفسیر ابن المنذر	امام ابوبکرؒ محمدؒ بن ابراھیمؒ نیشاپوری	〃	۳۱۸ھ
۵۔ تفسیر ابنِ ابی حاتم	شیخ عبدالرحمٰنؒ رازی	〃	۳۲۷ھ
۶۔ احکام القرآن	امام ابوبکرؒ احمدؒ بن علیؒ رازی جصّاص	〃	۳۷۰ھ
۷۔ تفسیر ابن مَردُویہ	شیخ ابوبکرؒ احمدؒ بن موسیٰؒ اِصفہانی	〃	۴۱۰ھ
۸۔ معالم التنزیل	علّامہ ابومحمدؒ حسینؒ بن مسعودؒ بغوی	〃	۵۱۶ھ
۹۔ زاد المسیر فی علم التفسیر	امام عبدالرحمٰنؒ بن علیؒ بن محمدؒ جوزی بغدادی	〃	۵۹۷ھ
۱۰۔ الجامع لاحکام القرآن	ابوعبداللہ محمدؒ بن احمدؒ انصاری قرطبی	〃	۶۷۱ھ
۱۱۔ انوار التنزیل و اسرار التاویل	قاضی ابوسعید عبداللہؒ بن عمرؒ بیضاوی	〃	۶۸۵ھ
۱۲۔ تفسیر القرآن العظیم	امام اسمٰعیلؒ بن کثیرؒ دِمشقی	〃	۷۷۴ھ
۱۳۔ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس	ابوطاہر محمدؒ بن یعقوبؒ فیروزآبادی شیرازی	〃	۸۱۷ھ
۱۴۔ الدر المنثور	امام عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ سیوطی	〃	۹۱۱ھ
۱۵۔ لباب النزول فی اسباب النزول	امام عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ سیوطی	〃	۹۱۱ھ
۱۶۔ تفسیر حقّانی	ابومحمد شیخ عبدالحقؒ حقّانی دہلوی	〃	۱۳۳۵ھ
۱۷۔ تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمدؒ المعروف ملّا جیون حنفی	〃	۱۱۳۰ھ
۱۸۔ تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہؒ حنفی پانی پتی	〃	۱۲۲۵ھ

۱۹۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی	امام شہاب الدین السید محمود آلوسیؒ بغدادی	المتوفی	۱۲۷۰ھ
۲۰۔ کنز الایمان	مولوی احمد رضا خان قادری بریلوی	//	۱۳۴۰ھ
۲۱۔ تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی	//	۱۳۹۱ھ
۲۲۔ تفہیم القرآن	مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	//	۱۳۹۹ھ
۲۳۔ اعظم التفاسیر	علامہ محمد رحیم بخش دہلویؒ	//	ھ
۲۴۔ تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان	امام حسنؒ بن محمدؒ بن حسینؒ القمی نیشاپوری	//	ھ
۲۵۔ تفسیر القمی	ابوالحسن علی بن ابراہیم القمی	//	ھ
۲۶۔ کتاب الصافی فی تفسیر القرآن	شیخ محمد بن مرتضیٰ	//	ھ
۲۷۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن	ابوعلی فضل بن حسن طبرسی	//	ھ
۲۸۔ المیزان فی تفسیر القرآن	السید محمد حسین الطباطبائی	//	ھ
۲۹۔ حاشیہ مقبول ترجمۂ قرآن مجید	حکیم سید مقبول احمد دہلوی	//	ھ
۳۰۔ صحیح بخاری	امام محمدؒ بن اسماعیلؒ بخاری	//	۲۵۶ھ
۳۱۔ صحیح مسلم	امام مسلمؒ بن حجاجؒ نیشاپوری	//	۲۶۱ھ
۳۲۔ جامع ترمذی	امام محمدؒ بن عیسیٰؒ ترمذی	//	۲۷۹ھ
۳۳۔ سنن ابی داؤد	امام سلیمانؒ بن اشعثؒ سجستانی	//	۲۷۵ھ
۳۴۔ المؤطأ	امام مالکؒ بن انسؒ	//	۱۸۰ھ
۳۵۔ مستدرک حاکم	امام محمدؒ بن عبداللہ المعروف حاکم نیشاپوری	//	۴۰۵ھ
۳۶۔ سنن کبریٰ	امام احمدؒ بن حسینؒ بیہقی	//	۴۵۸ھ
۳۷۔ مشکوٰۃ المصابیح	امام محمدؒ بن عبداللہؒ خطیب تبریزی	//	۷۴۳ھ
۳۸۔ مجمع الزوائد	امام علیؒ بن ابوبکرؒ ہیثمی	//	۸۰۷ھ

کتاب	مصنف		سن وفات
۳۹۔ المسند	امام احمدؒ بن حنبلؒ	المتوفیٰ	۲۴۱ ھ
۴۰۔ دلائل النبوۃ	امام احمدؒ بن عبداللہ اصبہانی	//	۴۳۰ ھ
۴۱۔ مسند ابو یعلٰی	امام احمدؒ بن علیؒ تمیمی	//	۳۰۷ ھ
۴۲۔ المعجم الکبیر	امام سلیمانؒ بن احمدؒ طبرانی	//	۳۶۰ ھ
۴۳۔ شرح نووی صحیح مسلم	امام یحییٰؒ بن شرفؒ نووی	//	۶۷۶ ھ
۴۴۔ البدایہ والنہایہ	امام اسمٰعیلؒ بن کثیرؒ دمشقی	//	۷۷۴ ھ
۴۵۔ تدریب الراوی	امام عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؒ سیوطی	//	۹۱۱ ھ
۴۶۔ تذکرۃ الحفاظ	امام محمدؒ بن احمدؒ بن عثمانؒ ذہبی	//	۷۴۸ ھ
۴۷۔ تہذیب التہذیب	امام احمدؒ بن علیؒ بن حجر عسقلانی	//	۸۵۲ ھ
۴۸۔ القول البدیع	امام محمدؒ بن عبدالرحمٰنؒ سخاوی	//	۹۰۲ ھ
۴۹۔ حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد حنفی جہلمیؒ	//	۱۳۲۴ ھ
۵۰۔ مرأۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان حنفی نعیمی	//	۱۳۹۱ ھ
۵۱۔ جاء الحق	// // // // // //	//	۱۳۹۱ ھ
۵۲۔ تجلی الیقین	مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی	//	۱۳۴۰ ھ
۵۳۔ تمہید ایمان	// // // // //	//	۱۳۴۰ ھ
۵۴۔ حسام الحرمین	// // // // //	//	۱۳۴۰ ھ
۵۵۔ حرمت سجدۂ تعظیم	// // // // //	//	۱۳۴۰ ھ
۵۶۔ خالص الاعتقاد	// // // // //	//	۱۳۴۰ ھ

۵۷۔ ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — مفتی عبدالمنان اعظمی حنفی بریلوی

۵۸۔ امتیازاتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم — علامہ مفتی محمد خان حنفی قادری سگِ دربارِ میراں

۵۹۔ بارہ امام — مولوی عبدالرحمٰن جامی حنفی

۶۰۔ منہاج القبول — مولوی محمد صالح نقشبندی قادری چشتی

۶۱۔ تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت — مولوی محمد عبدالحکیم شرف حنفی قادری

۶۲۔ مواعظ رضویہ	مولانا نور محمد حنفی قادری رضوی
۶۳۔ کلمۃ الناشر	مولانا حافظ محمد اشرف حنفی مجددی سیالکوٹی
۶۴۔ مقدمہ صحابہؓ کا عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	علامہ مفتی اِفتخار احمد حنفی قادری
۶۵۔ مقام مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	علامہ سید محمود احمد رضوی لاہوری
۶۶۔ نعرۂ رسالت پر اجماعِ اُمّت	علامہ احسان الحق حنفی بریلوی فیصل آبادی
۶۷۔ الذکر الجمیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی حنفی بریلوی
۶۸۔ حاشیۃ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	مولانا سیّد محمد متین ہاشمی حنفی قادری
۶۹۔ یا مُحَمَّد کہنا بے ادبی ہے	مولانا محمد سرفراز خاں حنفی
۷۰۔ پیشِ لفظ عرفانِ شریعت	مولانا محمد صادق حنفی بریلوی
۷۱۔ نغمۃ الرُّوح	مرتبہ مولوی ایوب علی رضوی بریلوی
۷۲۔ مدائح اعلیٰ حضرت	مرتبہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۷۳۔ رماح القہار علی کفر الکفّار	مولوی سید عبد الرحمٰن شاہ حنفی بریلوی
۷۴۔ الشاہ احمد رضا بریلوی	مفتی غلام سرور حنفی قادری رضوی
۷۵۔ پیشِ لفظ رسائلِ رضویہ	مولوی عبد الحکیم مظہری اختر شاہ جہانپوری
۷۶۔ حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حنفی بریلوی
۷۷۔ وصایا شریف اعلیٰ حضرت	مرتبہ مولوی حسنین رضا خاں حنفی بریلوی
۷۸۔ وفودِ عرب بارگاہِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں	علامہ طالب ہاشمی حنفی

مولانا عبدالغفور اثری کی علمی و تحقیقی تالیفات



امام اعظم ﷺ اسلامک ریسرچ سنٹر
فتح گڑھ سیالکوٹ

خطاطی و طباعت: عبدالرشید قمر — کمپیوٹر ڈیزائننگ قمر سنز القمر منزل ارشد سائنڈ کلاں گوجرانوالہ فون نمبر ٤٢٢٣٦٨٦ ، ٤٢٤٣٠٤٢